الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

کیا تقدیر بدل سکتی ہے؟



موضوعات

- تقدیر کے بارے میں صحیح نظریہ
- بیماری کے علاج کا کمال نسخہ
- اللہ عزوجل کے دوست کی پہچان
- ایک اہم مناظرہ
- ڈبہ پیر کی حکایت
- ولی اللہ کی پہچان
- علم لدنی کی تعریف
- اللہ عزوجل کا فضل اور عدل
- انعقاد بزم محشر کا سبب
- آیئے کچھ یاد بھی کریں

ابو الصمدی

حافظ حفیظ الرحمن قادری رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

نام کتاب	کیا تقدیر بدل سکتی ہے، بمع پیر کی پہچان
مصنف	ابوالمدنی حافظ محمد حفیظ الرحمٰن قادری
مرتب	محمد زاہد عطاری 0321-9226463
کمپوزنگ	محمد یاسر عطاری 0344-4195144
پروف ریڈنگ	حضرت علامہ مفتی ندیم عطاری قادری
ناشر	یونیک پرنٹرز 210/E مکہ مارکیٹ شاہ عالم لاہور 0321-9226463
بائنڈنگ	خرم بک بائنڈر سردار چپل چوک بلال گنج لاہور
صفحات	۱۲۸
سن اشاعت	جمادی الاول ۱۴۳۱ھ بمطابق اپریل 2010ء
ہدیہ	۷۰ روپے

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 042-7225605

رضا وراثی ہاؤس دربار مارکیٹ نزد دستا ہوٹل لاہور 042-37247673

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 042-37247301

لاثانی سی ڈی سنٹر نزد مکتبہ المدینہ دربار مارکیٹ لاہور 0321-9479226

فہرست

مناجات

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی

کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یارب
نیک کب اے میرے اللہ بنوں گا یارب

کب گناہوں کے مرض سے میں شفا پاؤں گا
کب میں بیمار مدینے کا بنوں گا یارب

گر تیرے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیش نظر
سختیاں نزع کی کیوں کر میں سہوں گا یارب

نزع کے وقت مجھے جلوہ محبوب دکھا
تیرا کیا جائے گا میں شاد مروں گا یارب

قبر میں گر نہ محمد ﷺ کے نظارے ہوں گے
حشر تک کیسے میں پھر تنہا رہوں گا یارب

ڈنگ مچھر کا بھی تو مجھ سے سہا جاتا نہیں
قبر میں بچھو کے ڈنگ کیسے سہوں گا یارب

گھپ اندھیرا ہی کیا وحشت کا بسیرا ہوگا
قبر میں کیسے اکیلا میں رہوں گا یارب

گر کفن پھاڑ کے سانپوں نے جمایا قبضہ
ہائے بربادی کہاں جاکر چھپوں گا یارب

اذن سے تیرے سرحشر کہیں کاش حضور
ساتھ عطار کو جنت میں رکھوں گا یارب

☆......☆......☆......☆......☆

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

از مولینا مصطفیٰ رضا خان نوری صاحب

حبیب خدا کا نظارا کروں میں
دل و جان ان پہ نثارا کروں میں
تیری کفش پا کو یوں سنوارا کروں میں
کہ پلکوں سے اس کو بہارا کروں میں

مجھے اپنی رحمت سے تو اپنا کر لے
سوا تیرے سب سے کنارا کروں میں
میں کیوں غیر کی ٹھوکریں کھانے جاؤں
ترے در سے اپنا گزارا کروں میں

خدارا اب آؤ کہ دم ہے لبوں پہ
دم واپسی تو نظارا کروں میں
یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پہ سب کو وارا کروں میں

میرا دین و ایماں فرشتے جو پوچھیں
تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں
خدا ایسی قوت دے میرے قلم میں
کہ بدمذہبوں کو سدھارا کروں میں
خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینے کی گلیاں بہارا کروں میں

☆......☆......☆......☆

مقدمہ

تمام تعریف وتوصیف اس وحدہ لاشریک کے لئے ہے جس کی قضا سے تمام افعال وجود میں آتے ہیں۔ اور کروڑ ہا درود وسلام ہو اس ذات اقدس پر جن کے تصرف میں تمام جہاں کر دیا گیا ہے۔

احکام شرع دو طرح کے ہیں بعض وہ ہیں جن کا تعلق کیفیت عمل کے ساتھ ہوتا ہے۔انہیں فرعیہ عملیہ کہتے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن کا تعلق اعتقاد کے ساتھ ہوتا ہے۔انہیں اصلیہ واعتقادیہ کہتے ہیں۔انہی مسائل اعتقادیہ میں ایک اہم عقیدہ ''تقدیر'' ہے۔ جو اسلامی عقائد میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔جس کی وجہ سے انسان میں یقین کامل،توکل کا ایقان پیدا ہوتا ہے۔

اللہ رب العزت نے منافقین کے احوال کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے تم فرمادو سب اللہ عزوجل کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے۔(النساء:۷۸)

تقدیر

تقدیر کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا۔اور یہ قضاء وفیصلہ کے معنی میں آتا ہے۔اصطلاح میں اس اندازے اور فیصلہ کا نام ہے جو رب تعالی کی طرف سے اپنی مخلوق کے لئے تحریر میں آچکا ہے۔یعنی ہر مخلوق کو جن صفات کے ساتھ جس زماں ومکاں میں موجود ہونا ہے۔ان سب کو پہلے ہی سے متعین کر دیا گیا ہے۔ لہذا جو اللہ

رب العزت کی طرف سے مخلوق کے لئے تعیین کر دی گئی ہے۔اس کے مطابق ہر مخلوق کا وجود ہوتا ہے۔جیسے (بلا تمثیل و مشابہ) مکان بنانے سے پہلے ایک نقشہ اور خاکہ ذہن میں یا کاغذ پر تیار کیا جاتا ہے۔کہ اتنے طول وعرض کے اتنے کمرے ہوں گے۔فلاں جانب صحن ہوگا فلاں جانب غسل خانہ اور باورچی خانہ ہوگا۔پھر اسی ذہنی یا کاغذی نقشہ کے مطابق مکان کی تعمیر ظہور میں آتی ہے۔اسی طرح عالم کا نقشہ خدا کے ہاں پہلے پنہاں وجود رکھتا ہے۔جس میں ہر چیز کا حسن، قبح، نافع ہونا یا نقصان دہ ہونا۔اور اس کے وجود کا زماں و مکاں سب کچھ متعین ہوتا ہے۔اور اس نقشہ کے مطابق ہی ہر چیز کا ظہور ہوتا ہے۔

پس اسی وجود پنہاں کو (جس کے مطابق ہر چیز کا وجود ظاہری ہوتا ہے) کو اہل اسلام تقدیر کہتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تقدیر کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہوتے ہیں۔کہ تو یہ عقیدہ رکھے کہ بے شک اللہ رب العزت نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے بھلائی اور برائی کو مقرر فرما دیا ہے۔اور پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی قضاء کے ساتھ متعلق اور اس کی تقدیر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔

جبکہ شرح السنہ میں ہے۔کہ تقدیر پر ایمان لانا لازمی و فرض ہے۔

اور جہاں تک تقدیر کے بدل جانے کا ذکر ہے تو اس کے لئے تقدیر کی تین اقسام جاننا ضروری ہے۔تقدیر کی تین قسمیں ہیں۔۱۔مبرم حقیقی ۲۔مشابہ مبرم ۳۔معلق محض

۱۔مبرم حقیقی۔یہ تقدیر کی وہ قسم ہے کہ جو اللہ رب العزت کے علم میں ہے۔اور کسی شے پر معلق نہیں۔اس کی تبدیلی ناممکن ہے۔اگر محبوبان خدا اتفاقاً اس کے بارے میں کچھ عرض کر دیں تو انہیں اس (قضاء مبرم حقیقی کی تبدیلی) کے خیال سے واپس

فرما دیا جاتا ہے۔

۲۔مشابہ مبرم تقدیر کی یہ قسم خاص محبوبوں کی دعاؤں سے بدل جاتی ہے۔حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں قضائے مبرم کو رد کردیتا ہوں۔فرمان باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے۔اور اصل لکھا ہوا۔ اسی کے پاس ہے۔(الرعد:۳۹ پارہ ۱۳)

۳۔معلق محض: تقدیر کی یہ قسم عام ہے۔جو اولیاء کرام کی دعاؤں سے ان کے ارادوں اور نیک اعمال سے بدلتی رہتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ قضاء وقدر کے بارے میں بتائیے۔حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ان کو لکھا کہ جو اچھی اور بری قضاء وقدر پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔اور جس نے اپنے گناہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کردی اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔اللہ تعالیٰ نہ تو مجبوراً نیکی کراتا ہے۔اور نہ گناہ کا غلبہ دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ تو اس کا بھی مالک ہے۔جو بندے کی ملکیت میں ہے۔اور اس پر قادر ہے۔جس پر بندے کو قدرت حاصل ہے۔اگر وہ اطاعت کریں تو اللہ تعالیٰ ان بندوں اور ان کے اعمال کے درمیان حائل نہ ہوگا۔ اور اگر وہ گناہ کریں تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے اعمال اور بندوں کے درمیان حائل ہو جائے۔

اہلسنت وجماعت کا تقدیر کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ "بندے کے اچھے اور برے افعال اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کردہ ہیں۔ اور اسی کے ارادے سے ہیں۔لیکن اس کا اکتساب بندہ کرتا ہے۔پس بندے کو افعال کرنے

پر اختیار دیا گیا ہے۔

مسئلہ تقدیر کی وضاحت کرتے ہوئے ملا علی قاری فرماتے ہیں بندہ یہ اعتقاد رکھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے کے اچھے اور برے اعمال کو پیدا کرنے والا ہے۔ اور اس نے ان کو لوح محفوظ پر ان کی پیدائش سے پہلے لکھ دیا ہے۔ اور سب کچھ اس کی قضاء و تقدیر، اور ارادہ، و مشیت سے ہے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ایمان اور اطاعت کرنے والوں پر راضی ہوتا ہے۔ اور ان پر ثواب کا وعدہ فرماتا ہے۔ اور وہ کفر و معصیت (گناہ) پر راضی نہیں۔ اور اس پر عتاب (سزا) کی وعید سنائی ہے۔ مزید فرمایا کہ تقدیر اللہ عزوجل کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے انسان کو پتھر کی طرح مجبور پیدا نہیں کیا ہے۔ اس کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے۔ کہ اچھے برے نفع و نقصان کو پہچان سکے۔ اور ہر قسم کے سامان اور اسباب بھی مہیا کر دیئے۔ جو کام کرنا چاہے۔ اسی قسم کا سامان مہیا ہو جاتا ہے۔ اور اسی بنا پر اس کی پکڑ ہو گی۔ لہٰذا اپنے آپ کو بالکل مجبور سمجھنا یا اپنے لئے مکمل اختیار سمجھ لینا دونوں گمراہی ہیں۔

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بطریق امام شافعی عن یحییٰ بن سلیم، امام جعفر صادق سے اور وہ حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ اور وہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار اور وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ایک دن امیر المومنین خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک شخص (جو کہ جنگ جمل میں امیر المومنین کے ساتھ تھا کھڑے ہو کر عرض کی ''یا امیر المومنین ہمیں مسئلہ تقدیر کے بارے میں خبر دیجئے۔ فرمایا ''گہرا دریا ہے اس میں قدم نہ رکھ'' عرض کی ''یا امیر المومنین ہمیں خبر دیجئے۔ فرمایا'' اگر نہیں (مانتا تو سن) وہ ایک امر ہے۔ دو امروں میں نہ

آدمی مجبور محض ہے۔نہ اختیار اس کے سپرد ہے۔اس نے عرض کی یا امیر المومنین فلاں شخص یہ کہتا ہے کہ" آدمی اپنی قدرت سے کام کرتا ہے' اور وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہے۔

مولی علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اسے میرے سامنے لاؤ۔لوگوں نے اسے کھڑا کیا جب امیر المومنین نے اسے دیکھا تو چار انگلیوں کے برابر تلوار نیام سے سے نکالی۔اور فرمایا (اس شخص سے جو کہتا ہے کہ بندہ اپنے کام میں خود مالک ہوتا ہے) کام کی قدرت میں تو خدا تعالی کے ساتھ مالک ہے یا تو خدا تعالی سے جدا مالک ہے؟ اور سنتا ہے۔کہ خبردار ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کہنا ورنہ کافر ہو جائے گا۔اور میں تیری گردن مار دوں گا۔اس نے کہا یا امیر المومنین! پھر میں کیا کہوں؟ فرمایا یوں کہو کہ میں اس خدا کے دیئے سے اختیار رکھتا ہوں۔کہ اگر وہ چاہے تو مجھے اختیار دے اس کی مشیت کے بغیر مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء)

پس بعض کام وہ ہیں جن میں ہمارے ارادے کو دخل نہیں ہے۔ان پر سزا و جزا بھی نہیں۔بعض کام وہ ہیں جن میں ہمارے ارادہ کو دخل ہے۔اس کی وجہ سے ہم اس کام کے مختار کہلاتے ہیں۔نہ کہ مجبور محض لہذا یہی اختیار ہے جس کی بناء پر جزا و سزا کے لائق ہے۔مثلاً رعشہ میں بھی ہاتھ ہلتا ہے۔اور ارادہ سے بھی مگر رعشہ کی جنبش پر پکڑ نہیں۔ارادہ کے ساتھ حرکت پر پکڑ ہے۔اس طرح ہماری نبض کا چلنا اور ہے۔اور دل کا دھڑکنا اس (حرکت نبض و قلب) پر کوئی عذاب و ثواب نہیں۔اور جن کاموں میں بندے کے اختیار کو بھی دخل ہے۔جیسے ہاتھ، پاؤں، وغیرہا کی اختیاری حرکتیں ان پر ثواب و عذاب ہوتا ہے۔

مسلک حق اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہوا کہ" بندہ خلق میں مجبور ہے اور کسب

میں اللہ عزوجل کی عطا سے مختار ہے"

خلق کا معنی عدم سے وجود میں لانا یہ صرف اللہ رب العزت کا کام ہے۔ فرمایا خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اور فرمایا خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ کسب کا معنی ہے۔ پستی کے اسباب کو جمع کر دینا یہ بندے کا کام ہے۔ حلق پر چھری بندہ چلاتا ہے۔ پھر جانور کو مردہ کر دینا رب کا کام ہے۔ بندہ ذبح کرنے والا تو ہے۔ مگر موت دینے والا نہیں۔ بلکہ موت دینے والی ذات صرف رب قدوس کی ہے۔ تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تقدیر یہ نہیں کہ جیسا اللہ رب العزت نے لکھ دیا ہے۔ ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے اللہ رب العزت نے لکھ دیا ہے۔ ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اللہ رب العزت نے لکھ دیا ہے۔

حکایت:

ایک بادشاہ کے محل کے سات (۷) دروازے تھے۔ اس نے ایک نجومی کو کہا۔ کیا تم اپنے علم سے بتا سکتے ہو کہ میں کس دروازے سے باہر نکلوں گا؟ نجومی نے کہا ہاں میں اپنے علم سے بتا سکتا ہوں بادشاہ نے کہا اگر صحیح نہ ہوا تو تمہارا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ کہا جان کی امان پاؤں تو عرض ہے۔ کہ ایک شرط میری بھی ہوگی۔ کہ میں آپ کو بتاؤں گا نہیں۔ بلکہ ایک پرچی پر لکھ کر آپ کی مٹھی میں دوں گا۔ آپ محل سے باہر نکل کر مٹھی کھولئے۔ اگر میرے لکھے ہوئے کے مطابق آپ باہر نہ نکلے تو میرا سر تن سے جدا کر دینا۔ بادشاہ نے اس شرط کو تسلیم کر لیا۔ اس نجومی نے کچھ دیر کاغذ پر کچھ لکھا۔ پھر ایک پرچی بادشاہ کے ہاتھ میں رکھ دی۔ بادشاہ نے سوچا کہ میرے محل کے سات دروازے ہیں یقیناً اس نے ان میں سے کوئی ایک دروازہ ہی لکھا ہوگا۔ اس نے

فوراً حکم دیا کہ میری پشت پر آٹھواں دروازہ بنایا جائے۔ لہٰذا فوراً محل کی دیوار توڑ کر آٹھواں دروازہ بنایا گیا۔ بادشاہ اس آٹھویں دروازے سے باہر نکلا۔ اپنی مٹھی کھولی۔ پرچی پر لکھا ہوا تھا کہ تو اپنی پشت پر آٹھواں دروازہ بنا کر باہر نکلے گا۔

مذکورہ حکایت سے چند سوالات پیدا ہوئے۔

نجومی نے جو کچھ پرچی پر لکھ دیا تھا کیا بادشاہ اس لکھے ہوئے کے تابع تھا۔ اور مجبور محض ہو گیا تھا؟ نہیں اس نجومی کے لکھنے سے بادشاہ (مقید) ہرگز مجبور نہیں ہو گیا تھا۔ کہ چند گھڑیوں کے بعد بادشاہ کیا کرنے والا ہے۔ اس نے وہ لکھ دیا ہے۔ اگر ایک بندہ اپنے علم سے یہ جان سکتا ہے کہ چند گھڑیوں کے بعد فلاں آدمی کیا کرے گا۔ کیا خالق کائنات اپنے علم ازلی سے نہیں جان سکتا کہ فلاں فلاں بندہ دنیا میں جا کر کیا کرے گا۔

پس جو کچھ ہم نے کرنا تھا وہ اللہ رب العزت نے اپنے علم ازلی سے جان کر لکھ دیا ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت نے ہر بھلائی برائی اپنے علم ازلی سے جان کر مقدر (مقرر) فرما دیا جیسا ہونے والا تھا۔ اور جو جیسا کرنے والا تھا۔ اس نے اپنے علم ازلی سے جانا اور وہی لکھ دیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کر رہے ہیں۔ عمرو کے ذمہ برائی لکھی۔ اس لئے کہ عمرو برائی کرنے والا تھا۔ اگر عمرو بھلائی کرنے والا ہوتا تو وہ اس کے لئے بھلائی لکھتا۔ تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

اس موضوع پر مزید بحث نہ کی جائے کہ یہ اللہ عزوجل کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ جو انسانوں پر پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(افادات از شرح عقائد، النبراس، المرقاۃ شرح مشکوٰۃ، فتاویٰ رضویہ المراۃ بہار شریعت)

احقر

صاحبزادہ محمد علی کریمی عفی عنہ

ابن علامہ قاری کریم الدین سیالوی علیہ الرحمۃ

21 اپریل 2009ء بمطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

تعارف

نسبت عقیدت ومحبت نہ ہوتو حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتا تو ایک طرف خود یوسف علیہ السلام کے اپنے پاس ہوتے ہوئے بھی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ جن کو محبت تھی وہ سینکڑوں میلوں سے صرف قمیض سونگھ کر خوشبوئے یوسف سے مست ہو گئے۔ اور اسی کرتے سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں بینائی حاصل کی۔ راحت وچین کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

نسبت مصطفوی بھی بڑے معجزے دکھاتی ہے بعض اوقات ناسب کو خبر بھی نہیں ہوتی اور منسوب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم کرم کی برکھا برسا جاتے ہیں۔ جناب عبدالرحمٰن صاحب کو کیا خبر تھی کہ اب کہ جو بیٹا ان کے ہاں پیدا ہونے والا ہے وہ زمانے میں کیا بہار لانے والا ہے۔

عبدالرحمٰن صاحب نے 1955ء کی ایک صبح پیدا ہونے والے بچے کو حفیظ الرحمٰن کا نام دیا۔ حفیظ الرحمٰن صاحب نے ماہ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے خود کو ابوالمدنی کہلانا شروع کر دیا۔ ناسب اپنے منسوب الیہ سے منسوب ہو گیا۔ یہ نسبت چھتر بن کر اس پر سایہ کناں ہے۔ یہاں بھی وہاں بھی۔

تعلیمی قابلیت

میٹرک۔ ایف اے۔ بی ایس سی۔ اور ایم اے تعلیم حاصل کی۔ بی ایس سی کی مشکل ترین تیاری کے ساتھ ساتھ قرآن پاک حفظ کرنا۔ اگرچہ بہت مشکل کام تھا۔ لیکن جو زمانے میں کچھ کر گزرنے کے عزم کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ بفضلہ تعالیٰ سب کچھ کر گزرتے ہیں۔ ابوالمدنی حفیظ الرحمٰن صاحب بی ایس سی کے امتحان سے فراغت

کے ساتھ حفظ سے بھی فارغ ہو گئے اور ابو المدنی حافظ حفیظ الرحمٰن کہلانے لگ گئے۔

وہ آنکھ جو حضرت آدم علیہ السلام کو ایک مٹی کا باوا سمجھے۔ وہ آنکھ شیطانی آنکھ ہے۔ اگر وہ اس مٹی کے پتلے کے اندر چھپے ہوئے رازہائے دروں اور مخفی اثرات وتجلیات اور ان کے مناسب جلیلہ کو دیکھ لیتا تو لعنتوں اور پھٹکاروں کی تا ابد سزا نہ اس کے حصے میں نہ آتی۔

وہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جن کی دعا قبولیت واسطہ سید المرسلین والآخرین ہیں۔ ان کے مراتب رفیعہ کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ ان کے عظیم فرزند سلف صالحین کے نقوش کی ایک تابندہ مثال۔ حضور سیدی ابو البرکات سید احمد صاحب ناظم ونتظم اعلیٰ مادر علمی حزب الاحناف رحمۃ اللہ علیہ ریلوے ورکشاپ میں خطبہ جمعۃ المبارک دیتے تھے۔ جناب حافظ حفیظ الرحمٰن کے والد صاحب عبد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں جمعہ پڑھتے تھے۔ بس یہی قرب ان کو تار گیا۔ اور ان کے بیٹے کے نصیب بھی جگا گیا۔ حافظ صاحب کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے بھی انہی کے زیر اثر رہے اور باثر ہوئے۔

دعوت اسلامی سے وابستگی

جس کے اپنے گھر کے آنگن میں چاند اتر آیا ہو اس کے بھلا ستارے کیسے بھائیں گے۔ کئی ایک تنظیموں سے مل کر دینی کام کرنے کو سرگرم عمل ہوئے۔ لیکن جی نہ بھرا۔ جو نقش پارسائی آپ سید صاحب کی شکل میں دیکھ چکے تھے۔ وہ کہیں نظر نہ آیا۔ آخر قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے روح رواں حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی صحبت نصیب

ہو گئی۔ پھر قرب نصیب ہوا اور پھر دعوت اسلامی کے عالمی مبلغ ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

نظر میں حسن اور پاکیزگی موجود ہو تو حسین لوگ مل ہی جاتے ہیں قرون اولی کے تقدیس مآب پاکیزگیوں کی ایک جھلک حافظ صاحب کو مولانا محمد الیاس قادری کی شکل میں مل گئی۔ پارس مل گیا۔ سونا بن گئے۔ اور پھر سونا حرام ہو گیا۔ دن رات، صبح وشام، دعوت اسلامی کے مشن کے داعی بن گئے۔ وطن عزیز کے باہر بھی پکار پڑ گئی۔ حتی کہ روضہ رسول مقبول ﷺ کے زیر سایہ درس وتدریس کا عمل جاری ہونے لگا۔ سرکار ﷺ کی باتیں۔ سرکار ﷺ کے قرب میں سرکار کے غلاموں پر تاثیر نے اثرات مرتب کئے۔ زبان وحلق سے بہت نیچے دل کی دھڑکنوں سے صدائے مدینہ نکلنے لگی۔ اور تیر کی طرح سامعین کے ٹھیک دل میں اترنے لگی۔ اور پھر تا حال اترتی چلی گئی۔ قال ،قال ہی نہ رہا حال بن گیا۔

قال را بگذار مرد حال شو
زیر پائے کاملاں پامال شو

۱۹۸۵ء کی بات ہے نوری جامع مسجد ریلوے سٹیشن لاہور میں دعوت اسلامی کا ہفتہ وار اجتماع تھا دعوت اسلامی کے پلیٹ فارم پر تقریر کرنے والے مبلغ نوخیز تھے اور نوآموز بھی۔ کسی نے سامعین میں سے التحیات میں اشہدان لا الہ الا اللہ پر انگشت شہادت اٹھانے کی وجہ پوچھی مبلغ تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ اور اعلان ہوا کہ حاضرین سامعین میں سے اگر کوئی جواب دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب نے جامع۔ مُسکت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز جواب دیا کہ حاضرین کی طرف سے سبحان اللہ، سبحان اللہ آفرین صد آفرین کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اگر ہم بھی واں ہوتے تو خاک

گلشن تو بڑھ کے لیتے قدموں کی اترن۔ مگر جب نامرادی کے دن قسمت میں لکھے ہوں تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔ بہر حال حافظ صاحب کو خطاب کی دعوت ملنے لگی پھر دعوتیں ملنے لگیں۔ صرف لاہور میں ۸۵ جگہوں پر بیانات ہونے لگے۔ **الھم زد فزد۔** یہ اس کا نتیجہ تھا کہ امیر دعوت اسلامی نے آپ کو 1986ء سے باقاعدہ لاہور کی ذمہ داری سونپ دی

تحریری میدان میں

1- سنتوں بھرے اصلاحی بیانات حصہ اول حصہ دوئم 2- ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟ 3- شرک کیا ہے اور بدعت کی حقیقت 4- اصلاح معاشرہ

مندرجہ بالا کتابوں کی مقبولیت اور کامیابی کے بعد کیا تقدیر بدل سکتی ہے؟ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ تقدیر کے موضوع پر تحریر کردہ اس سے پہلے میری نظر میں کوئی کتاب نہیں گزری کہ اس قدر مشکل موضوع کو اس انداز میں بیان کرتا کہ عوام الناس آسانی سے سمجھ جائیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب مایوسیوں کو ختم کرنے میں ایک سنگ میل ثابت ہوگی۔ اس کے علاوہ نمازی بننے کا نسخہ بھی زیر طبع ہے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ابوالمدنی حافظ حفیظ الرحمٰن قادری رضوی کو اس میدان میں مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔

خطابت

استقامت بہت بڑی نعمت ہے۔ ابوالمدنی حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب عرصہ ربع صدی سے جامع مسجد انوار محمدیہ مجاہد کالونی مغلپورہ لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ مانیں یا نہ مانیں میں ضرور اعتراف کرتا ہوں کہ کسی مسجد شریف میں کسی خطیب کا اتنی دیر تک ٹک جانا یقیناً ان کے دین کے حوالے سے مخلص ہونے کا

ممکن ہے۔ ورنہ خطیب زیادہ دیر کسی مسجد میں ٹھہرتا ہے نہ انتظامیہ، محلے دار اور چوہدری کسی مولوی کو ٹھہرنے دیتے ہیں۔

اس مسجد میں خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد علاقہ باغبانپورہ کی مشہور اور مرکزی مسجد باغیچی سیٹھاں والی میں خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ وطن عزیز میں کہیں بھی اور وطن عزیز سے باہر کئی ممالک میں بڑے بڑے مرکزی اجتماعات میں خطاب فرمانا ہوتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات لاہور کے مختلف مقامات پر تقریباً دس دس اجتماعات میں خطاب فرماتے ہیں۔ اور صبح گورنمنٹ سروس میں ڈیوٹی پر بھی حاضر رہتے ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

ماں کی گود سے قبر کی گود تک اپنی ذہنی وفکری جھولی کا درس دینے والے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو اپنی زندگی کا محور بنانے والے ابوالمدنی حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب نے حضور ﷺ کے اس ارشاد کو حرز جاں بنایا۔ پہلے تو سکول و کالجز کی تعلیمات حاصل کیں۔ میٹرک۔ ایف ایس سی۔ بی ایس سی کے بعد ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کیا۔

دنیوی تعلیم کو آپ علم کی ایک آنکھ کہہ لیجئے۔ اور دوسری آنکھ دینی تعلیم کو کہہ لیں۔ دور حاضر میں ''نو نالج وداؤٹ کالج'' کا قول بڑا معروف ہے۔ کہ بغیر کالج کی تعلیم کے کوئی تعلیم تعلیم نہیں۔ اور تجربہ بھی اس پر شاہد ہے کہ بات ہے ٹھیک۔ لیکن دینی تعلیم سے ناآشنائی دراصل بھینگا پن ہے۔ چہرہ کتنا ہی حسین ہو۔ بھینگا پن۔ چہرے کے حسن کو مسخ کر دیتا ہے۔

جید علمائے کرام کی صحبت

حافظ صاحب نے باقاعدہ درس کی چٹائیوں پر بیٹھ کر صرف ونحو اور فلسفہ ومنطق تو نہیں پڑھا اور نہ محاسہ اور متنبی سبعہ معلقہ وغیرہ کو ہاتھ لگایا ہے لیکن جو اس منصب عالیہ پر شہرت عرب وعجم پا چکے تھے۔ ان کے حضور زانوئے تلمذ ضرور طے کیے ہیں۔ زینت القراء قاری غلام رسول صاحب کے مدرسہ تجوید القرآن صدر بازار لاہور میں نصف صدی سے زیادہ مسند تحفیظ پر متمکن جناب قاری احمد خان صاحب باروی سے حفظ کیا۔ حضور سید ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب، غزالی زماں حضرت علامہ مولینا سید احمد سعید کاظمی حضرت علامہ مولینا مفتی عزیز احمد صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور اور حضرت علامہ مولانا احمد حسن نوری صاحب حضرت علامہ مولانا واحد بخش غوثوی اور حضرت علامہ مولینا قاری کریم الدین صاحب مجاہد آباد۔ لاہور سے علم وفضل کے موتیوں سے جھولیاں بھریں۔

سلسلہ بیعت

دانشور لوگ کہتے ہیں کہ "بابے بغیر بکریاں نہیں چردیاں" بکریوں کے چرانے والے کو اپنی بکریوں کی فکر ہوتی ہے۔ وہ انہیں اپنی چراگاہ کی حدود سے باہر نہیں جانے دیتا۔ ان کی رکھوالی کرتا ہے۔ دیکھ بھال کرتا ہے۔ حافظ صاحب کو بھی ایک ولی کامل مل گئے۔ مجدد مائۃ سابقہ حضرت مولینا الحافظ القاری المفتی احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت علامہ اختر رضا خان قادری (الازھری) بریلی شریف والوں کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں شامل ہو گئے۔

گھریلو زندگی

انسانی زندگی میں گھریلو زندگی بیوی بچے بھی نصف ایمان تصور کیے جاتے ہیں۔ اس نصف ایمان کو بچانے کیلئے چاہتوں امنگوں اور حسرتوں نے انگڑائیاں لی ہوں گی۔ لیکن کئی رشتے آئے اور چہرے پر سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہار۔ سر پر سبز عمامہ کا تاج۔ کھلے بازوں والے کرتے۔ مکروفریب۔ ریا اور دکھاوے کی گرد سے پاک چہرہ دیکھ کر واپس چلے جاتے رہے۔ بھلے لوگ اپنی بدنصیبی پر خوشیاں مناتے مُنہ موڑ گئے۔ آخر ایک دینی گھرانے کی توجہ ہی اس طرف ہوئی۔ کہ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ یعنی ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ یا اپنے اصلے کی طرف لوٹتی ہے۔ یہ گھرانہ اپنے اصل کی طرف لوٹا۔ اور حافظ صاحب کی فطری جبلت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی زندگی کا ساتھی بن گیا۔ حصہ دار بن گیا۔ اب جو اس گھر میں پھول اور کلیاں کھلی ہوئی ہیں۔ ان کے چہروں کی معصومیت دیکھ کر ہی انسان بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے۔

مصور نے عجب کھینچی تیری تصویر پھولوں میں
تیرے رخسار ان کی دیدنی سے یاد آتے ہیں

کاروباری حیات مستعار

جب سر پر بیوی بچوں۔ عزیز واقرباء۔ بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کا بوجھ ہو۔ تو بڑا مستیز بن کر تو گزارا نہیں ہوسکتا۔ روٹی تو کما کھائے مچھندر۔ والی بات تو ہے۔ والد صاحب چونکہ ریلوے میں تھے۔ بیٹا بھی۔ ماشاءاللہ۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات لائق فائق تھا۔ ریلوے ہی میں بس سروس اختیار کرلی۔ اب سولہویں گریڈ

میں ٹریننگ سنٹر میں بطور انچارج سروس اختیار فرما رہے ہیں۔اس پاپی پیٹ کا مسئلہ حل ہو جائے۔سر چھپانے کو کُلی مل جائے۔تو دین کی خدمت کا رنگ ہی اور ہوتا ہے۔اور یہاں تو سٹیٹس کے مطابق۔اعلیٰ سہولتیں۔اور رہائش کے لئے باغ باغیچے بھری کوٹھی سب کچھ موجود ہے۔الحمد للہ

سعادت حرمین شریفین

شب و روز جس ماہی کی باتیں زبان پر ہوں۔دل میں ہوں۔قول و قرار دل میں ہوں۔خلوت میں ہوں۔اور علی الاعلان ہوں کہ

کہوں جا کے حال سناواں سینے دا
راتیں سون نہیں دیندا شوق مدینے دا

وہ ماہی بڑے لجپال ہیں۔صلی اللہ علیہ وسلم الفا الفا بعد الف۔انہوں نے اپنے غلام کو سچے غلام کو ثناء خوان کو ہوکا دیتے رہنے والے کو مایوس نہیں فرمایا آپ سرکار ﷺ نے تین مرتبہ حج کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ایک بار والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا جن کے رخ انور کو دیکھنا بھی حج کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ان کے ساتھ حج کیا۔بس یوں سمجھیں۔قدم قدم پر حافظ صاحب کا حج ہو گیا۔دوسری بار مرکزِ نگاہِ عشق و مستی حضرت علامہ سرشار عشق رسول ﷺ جناب محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کی۔نہ جانے کس کیف و سرور میں حج کیا ہوگا۔یہ تو وہی جانیں۔جنہوں نے مزے لوٹے۔ایسی دولت لازوال سے کون کسی کو حصہ دار بناتا ہے۔

اس کے علاوہ گیارہ بار عمرہ شریف کی سعادت حاصل کی۔ان پُر کیف حاضریوں میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔اعتکاف دربار رسالت کے مزے بھی لوٹے۔اب کے اگر آپ گئے ناں! تو ہم قدم پکڑ کر بیٹھ جائیں گے۔کہ سانوں وی لے چل نال

وے بابا سوہنی قسمت والیا۔ حکایت دوستان طویل ہے اور لذت افروز بھی کبھی سننے کو جی کرے تو آ دل کی بات اہل دل کی بات کسی دل والے سے سنیں۔ میرے دامن میں جو کلیاں پھول، گجرے تھے۔ وہ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کردیئے۔ گر قبول افتد ہے عز و شرف

خویدم

عبدالحق ظفر چشتی

ادارہ آغوش محمد ﷺ

مدرسہ سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مصطفےٰ آباد

نسخہ کیمیاء

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب میری امت کے دل میں مال کی محبت سما جائے گی تو اسلام کی عظمت ان کے دل سے نکل جائے گی۔ اور جب نیکی کی دعوت ترک کردیں گے تو وحی کی برکات سے محروم کردیئے جائیں گے۔ اور جب آپس میں گالی گلوچ پر اتر آئیں گے تو اللہ عزوجل کی نظروں سے گر جائیں گے۔ نیکی کی دعوت عام کرنے کا ایک یہ بھی انداز ہے کہ اسلامی کتب عام کی جائیں۔ کہ جب تک یہ کتب باقی رہیں گی لوگ پڑھ کر فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔ ہمارے نامہ اعمال میں نیکیاں درج ہوتی رہیں گی۔ اور اگر انتقال بھی کر گئے تو مرنے کے بعد بھی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہی رہے گا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس پرفتن دور میں جبکہ بدعقیدگی کا سیلاب بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔ اس کتاب کا عام ہونا بہت ضروری ہے۔ تو آیئے اس سلسلے میں ہم آپ سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

(۱) مخیر حضرات (۲) دینی محافل کا انعقاد کرنے والے افراد۔ اسکول و کالج۔ دینی مدارس کی انتظامیہ، سرکاری وغیر سرکاری دفاتر، ایصال ثواب کی محافل پر تقسیم کرنے والے رعایتی قیمت پر کتاب خریدنے کیلئے درج ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

0300/0321-9461943, 0321-9226463

تقریظ جلیل

جناب ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پرنسپل دارالعلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد محترم جناب حافظ حفیظ الرحمٰن قادری رضوی ایک عرصے سے تبلیغی مشن میں مصروف عمل ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے اپنی زندگی تبلیغ اسلام کیلئے وقف کردی تو بے جا نہ ہوگا۔ چنانچہ اس سلسلے میں اندرون ملک اور بیرون ملک بیانات کے ساتھ ساتھ سنتوں بھرے اصلاحی بیانات کے عنوانات پر دو کتابیں تحریر کر چکے ہیں۔ حال ہی میں ''ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟'' کے موضوع پر بہترین کتابچہ تحریر کیا جو کہ نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بہت مقبول ہوا۔ تالیف وتصنیف کے سلسلے کی ایک بہترین کڑی ''شرک کیا اور بدعت کی حقیقت'' جس کی افادیت کا یہ عالم ہوا کہ بے شمار افراد جو عقائد کے بارے میں متزلزل تھے۔ ان کو عقائد کی پختگی نصیب ہوئی۔ بلکہ وہ افراد جو خوش عقیدہ نہیں تھے ان میں سے بہت سارے خوش عقیدہ ہو گئے۔ نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی لوگوں نے بے حد سراہا عقائد کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں اصلاح معاشرہ کتاب تحریر کی جو اپنی مثال آپ ہے۔ اسی طرح ''کیا تقدیر بدل سکتی ہے'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ایک مشکل موضوع ہے جس کو حافظ صاحب نے آسان زبان میں تحریر کیا ہے۔ جس سے عوام الناس کے علاوہ خواص بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ خاص طور پر وہ افراد جو مایوسیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے یہ کتاب مشعل راہ ثابت ہوگی۔

صاحب کتاب ابو المدنی حافظ حفیظ الرحمٰن قادری رضوی نے تقدیر کے بارے میں غلط نظریات جو کہ عوام الناس میں پائے جاتے ہیں۔ ان کو بڑے احسن انداز سے رد کیا ہے۔ اور صحیح نظریہ پیش کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو اپنی پاک اور بلند بارگاہ میں منظور ومقبول فرمائے۔ اور ان کو مزید دین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

حرف آغاز

عوام الناس میں تقدیر کے بارے میں غلط نظریات کی وجہ سے لوگ نیکیوں سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ مثلاً اگر کسی سے کہو بھائی نماز پڑھا کرو روزہ رکھا کرو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چہرے پر سجاؤ۔ تو جواب ملتا ہے کہ حافظ صاحب اگر تقدیر میں لکھا ہوگا تو نماز پڑھ لیں گے۔ تقدیر میں لکھا ہوگا تو داڑھی بھی رکھ لیں گے۔ جب کہ اگر کسی سے کہا جائے کہ بھائی! تم نے سڑک کو کراس کرنا ہے آنکھیں بند کر کے تو وہ ہرگز یہ نہیں کہتا کہ ٹھیک ہے میں آنکھیں بند کر کے گزروں گا اگر تقدیر میں لکھا ہوگا تو سلامتی سے گزر جاؤں اور اگر تقدیر میں حادثہ (Accident) لکھا ہوگا تو ہو جائے گا۔ بلکہ خوب اچھی طرح دونوں طرف دیکھنے کے بعد پھر گزرے گا۔ حالانکہ انہیں کہا جائے کہ بھائی تم سکول کیوں جاتے ہو۔ جواب ملتا ہے کہ اگر سکول نہ گئے تو امتحان میں فیل ہو جائیں گے۔ اسی طرح اگر کام نہیں کریں گے تو بھوکے مر جائیں گے۔ وہاں تقدیر یاد نہیں آتی۔ کہ بھائی رہنے دو اگر تقدیر میں لکھا ہوگا تو پاس ہو جائیں گے۔ تقدیر میں لکھا ہوگا تو روٹی بھی مل جائے گی۔ یعنی وہ کام جن کا تعلق آخرت کی بھلائی سے ہے۔ وہ ہم تو تقدیر پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جو ہمارے دنیاوی معاملات ہیں ان میں تقدیر کو بھول جاتے ہیں۔ لہٰذا دل میں خواہش تھی کہ تقدیر کا مسئلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں عام فہم زبان میں تحریر کیا جائے۔ تاکہ عوام الناس اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ مجھے اس میں کس حد تک کامیابی ہوئی آپ کی رائے کا منتظر رہوں گا۔

تقدیر کے موضوع پر بیانات بڑے پسند کیے گئے۔ خاص طور پر انگلینڈ (England) میں اس حد تک پسند کیا گیا کہ انہوں نے خواہش

کا اظہار کیا کہ اس بیان کو کتابی شکل میں شائع ہونا چاہیے۔ اور میری بھی دلی خواہش ہے کہ ایسے تمام بیانات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ کیونکہ اس سے پہلے سنتوں بھرے اصلاحی بیانات کے دو حصے شائع ہو چکے ہیں۔ پھر ''ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟'' اور ''شرک کیا ہے اور بدعت کی حقیقت'' اور اصلاح معاشرہ پر لکھی گئی کتابوں نے عوام میں بڑی مقبولیت حاصل کی۔ اس سے حوصلہ افزائی ہوئی۔ اور مزید تحریر کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔

نمازی بننے کا نسخہ اور عظمت صحابہ کے موضوع پر ابھی تحریر کا کام ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ جلد آپ کی خدمت میں یہ کتابیں بھی پیش کی جائیں گی۔ امید ہے کہ آپ کی حوصلہ افزائی اس کام میں مزید اضافے کا باعث ہوگی۔ کیونکہ بیان کو کتابی شکل میں تحریر کیا گیا ہے۔ لہٰذا

درج شدہ حوالاجات میں احادیث مبارک کا مفہوم ادا کیا گیا ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

نوٹ: سوئم، چہلم و گیارھویں شریف یا محفل میلاد کی نیاز کی دعوت وغیرہ مواقع پر بھی ایصال ثواب کے لئے اسی طرح لنگر رسائل و کتب کے مدنی بستے لگوائیے۔ ایصال ثواب کے لئے اپنے مرحوم عزیزوں کے نام ڈلوا کر دینی کتب اور دیگر چھوٹی بڑی کتابیں رسالے اور پمفلٹ وغیرہ تقسیم کرنے کا ذہن بنائیں۔ اور ڈھیروں ثواب کمائیں۔ خواہش مند اسلامی بھائی خصوصی رعایت حاصل کرنے کے لئے رابطہ فرمائیں۔

0300/0321-9461943 -0321-9226463

کیا تقدیر بدل سکتی ہے

فضائل درود شریف

سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ سفر کر رہے تھے۔ گرمی بڑی شدید تھی۔ پھر دوپہر کا وقت۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اجازت ہو تو قریب غار میں تھوڑی دیر آرام بھی کر لیں اور ساتھ دوپہر کا کھانا بھی کھا لیں۔ اتنے میں گرمی کی شدت بھی کم ہو جائے گی۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی۔ غار میں جب کھانا تناول فرمانے لگے۔ تو ایک شہد کی مکھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر چکر لگانے لگی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مکھی کیسے آئی ہے۔ تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مکھی عرض کر رہی ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس روٹی ہے مگر سالن نہیں قریبی غار میں میرا چھتہ لگا ہے۔ اس میں سے شہد لے آئیں۔ لہٰذا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ وہ مکھی کے پیچھے پیچھے چلتے گئے تھوڑی دور غار میں چھتا لگا ہوا تھا وہاں سے شہد لائے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے شہد کے ساتھ روٹی کھائی۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو مکھی پھر آ گئی اور اس نے پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر چکر لگانے شروع کر دیئے۔ ہم نے دریافت کیا کہ یہ مکھی دوبارہ کس لئے آئی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس مرتبہ میں نے خود اس کو بلوایا ہے اور اس سے پوچھا ہے کہ اے مکھی تو جن

میں جاتی ہے وہاں سے مختلف پھلوں اور پھولوں کا رس چوستی ہے۔ جس میں کچھ تو میٹھے ہوتے ہیں اور کچھ کڑوے ہوتے ہیں۔ پھر ان کو اپنے چھتے میں اگل دیتی ہو۔ تو یہ مختلف ذائقوں والے رس میٹھے کیسے بن جاتے ہیں۔ تو شہد کی مکھی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم چمن سے مختلف ذائقوں والے رس لاکر اپنے چھتے میں اگل دیتی ہیں۔

شہد میں مٹھاس کی حکمت

پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتی ہیں تو درود پاک کی برکت سے مختلف ذائقوں والے رس میٹھے ہوجاتے ہیں۔ (مقاصد السالکین صفحہ ۵۳)

علماء کرام ارشاد فرماتے ہیں جس طرح درود پاک کی برکت سے شہد میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جب ہم اپنی عبادت میں درود پاک کی کثرت کریں گے تو ہماری عبادت میں اللہ رب العزت قبولیت کی مٹھاس پیدا فرمائے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد ﷺ

تین چیزوں کے بارے میں زیادہ مت سوچو

انسانی عقل محدود ہے۔ اس میں لامحدود نہیں سما سکتا لہٰذا ہماری عقل کے مطابق مندرجہ ذیل تین باتوں سے منع کردیا گیا ہے۔

1۔ اللہ عزوجل کی ذات کے بارے میں

2۔ روح کے بارے میں

3۔ تقدیر کے بارے میں

جس چیز سے منع کردیا جائے اس سے باز آجانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ جیسے ڈاکٹر منع

کر دے کہ نمک مت کھانا۔تو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔اس لئے کہ ڈاکٹر ہمارے مزاج اور طبیعت کو بہتر جانتا ہے۔اسی طرح سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ پوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔اور سب کے طبیب بھی ہیں۔انھوں نے منع کر دیا ہے۔جو پھر بھی اس کی گہرائی میں جاتے ہیں تو گمراہ بلکہ بعض تو ایمان کی دولت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔اللہ عزوجل ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔آمین۔ان تینوں کے بارے میں کسی حد تک علم ہونا چاہیے۔مختصر عرض کرتا ہوں۔

1۔ اللہ عزوجل کی صفات میں غور کرو

اللہ وحدہ لاشریک ہے۔وہ ایک ہو کر ساری کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔فضاء میں کوئی چیز چھوڑ دو وہ زمین کی طرف آجاتی ہے۔لیکن اللہ عزوجل کی شان پر قربان جائیں۔کہ زمین وآسمان کے درمیان بادل معلق کر دیئے۔جن میں پانی بھی ہے اولے بھی ہیں۔پھر اسی پانی سے مردہ زمین کو حیات عطا کرتا ہے۔پانی ایک ہی قسم کا ہے۔لیکن یہی پانی کہیں پھل اگا رہا ہے۔کہیں پھول تو کہیں اناج اگا رہا ہے۔پانی کا ذائقہ ایک ہی ہے۔لیکن یہ مختلف ذائقوں کے پھل اناج سبزیاں اور رنگ برنگے پھول آخر کون ذات ہے؟ جواب ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی ذات ہے۔قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد رب العالمین ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ۝ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ۝ (الرحمٰن: ۱۹،۲۰ پارہ ۲۷)

ترجمہ کنزالایمان: اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔

پانی کے گلاس میں سیاہی کے چند قطرے ڈال دیں پانی کا رنگ تبدیل ہو جائے

گا۔ اللہ عزوجل کی شان دیکھو کہ دو دریا ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ کئی میل تک سفر کرتے ہیں۔ ایک دریا کا پانی دوسرے میں ملتا نہیں۔ پھر آگے جب جدا ہوتے ہیں تو ایک کا پانی دوسرے میں مکس نہیں ہوتا۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کے جب دو دریا آپس میں ملتے ہیں تو ان کا پانی آپس میں مکس نہیں ہوتا۔ وہ کون ذات ہے جو ان کو ملنے نہیں دیتی؟ جواب ملتا ہے وہ اللہ عزوجل کی ذات ہے۔

پھر سورج چاند ستارے اپنے وقت اور راستے پر چل رہے ہیں دن رات کو نہیں پکڑتا اور رات دن کو نہیں پکڑ سکتی۔ یہ سارا نظام کون چلا رہا ہے۔ جواب ملتا ہے وہ اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے۔

پھر انسان اپنی پیدائش پر ہی غور کرے کہ کس طرح ایک پانی کی بوند سے بندے کی تخلیق فرمائی۔ مقام غور ہے اسی پانی سے ہاتھ بنائے۔ اسی سے آنکھیں بنائیں۔ اسی سے پاؤں بنائے۔ غرض کہ انسان کا پورا جسم ایک پانی کی بوند سے بنایا۔ بوند ایک ہے اور بننے والے اعضاء مختلف ہیں پھر ان کی خاصیتیں جدا جدا ہیں مثلاً جو کام آنکھ کر سکتی ہے وہ ہاتھ نہیں کر سکتے جو زبان کام کرتی ہے وہ کان نہیں کر سکتے۔ تمام اعضاء کی خاصیتیں جدا جدا ہیں۔ جب کہ تمام بنے ایک ہی بوند سے ہیں۔ وہ آخر کون ذات ہے جو اس کو بنانے والی ہے؟ جواب ملتا ہے۔ وہ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔

انسان کے جسم میں ایک روٹی کا لقمہ داخل ہوتا ہے۔ اس کو چبانے کا نظام پھر معدے میں ہضم کرنے کا نظام۔ پھر اسی لقمے سے بول و براز کا بننا۔ پھر اس لقمے سے خون صفراء نطفہ اور پھر اسی سے انسان کے جسم کی نشوونما۔ اسی سے ہڈیاں بڑھ رہی ہیں۔ پھر اسی غذا سے صحت ملتی ہے اور اسی غذا سے بیمار بھی ہو رہا ہے۔ آخر وہ کون

ذات ہے۔ جواب ملتا ہے۔ وہ اللہ وحدہ لاشریک ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ط نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ (النحل: ۶۶ پارہ نمبر ۱۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ گلے سے سہل اترتا پینے والوں کے لئے۔

پانی یا دودھ میں چند قطرے پیشاب کے ڈال دو سارا دودھ بدبودار ہو جائے گا۔ قربان جائیں اس اللہ رب العزت کی ذات پر کہ جو خون گوبر اور پیشاب میں سے دودھ کو نکال کر لاتا ہے۔ نہ اس میں پیشاب کی بدبو نہ گوبر کی نہ خون۔ بلکہ پینے والے کو خوش کر رہا ہے۔ آخر وہ کون ذات ہے جو ان کے درمیان میں دودھ کو نکال کر لا رہا ہے۔ جواب ملتا ہے وہ اللہ عزوجل کی ذات ہے۔

ایک دانہ زمین میں بوتے ہیں پھر اس میں سے ایک ننھی سی کونپل باہر آتی ہے۔ جب باہر آتی ہے تو اتنی نرم و نازک ہوتی ہے کہ ہاتھ لگاؤ تو مسلی جائے۔ حالانکہ زمین سے باہر آنے کے بعد اس کو کچھ ہوا گی جس سے اس میں کچھ طاقت آگئی۔ اس کے باوجود بھی وہ نرم و نازک ہی ہے۔ آخر یہ نرم و نازک دانے کو چیر کر پھر زمین کو پھاڑ کر باہر آتی ہے۔ آخر اس کو باہر لانے والی کون ذات ہے۔ جواب ملتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی ذات ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ (ال عمران: ۶، پارہ ۳)

ترجمہ کنزالایمان: وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے

بارہا دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ خوبصورت لیکن اولاد خوبصورت نہیں۔ پھر ماں باپ سالم الاعضاء لیکن اولاد معذور پیدا ہوتی ہے۔ ماں کے رحم میں جیسی چاہے صورت بنادے آخر وہ کون ذات ہے۔ جو ماں کے رحم میں جیسی صورت چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ جواب ملتا ہے وہ اللہ عزوجل کی ذات ہے۔

برکت کے لئے چند صفات کا ذکر کیا تو اللہ عزوجل کی صفات پر جتنا بھی غور وفکر کرو گے اللہ رب العزت کی ذات پر ایمان اتنا ہی پختہ ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن جب اس کی ذات پر غور وفکر کرو گے تو گمراہ ہونے کا قوی امکان ہے۔ مثلاً کوئی اس سوچ میں پڑ جائے کہ اللہ عزوجل نے ساری کائنات کو بنایا مگر اللہ عزوجل کو کس نے بنایا۔ وہ کیسے بنا۔ وہ بغیر کھائے پیئے کیسے زندہ رہتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی لئے اس سے منع کر دیا گیا۔ کہ اس مالک ذوالجلال کی صفات میں غور وفکر کرو مگر ذات میں غور وفکر مت کرو۔

روح

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ جب سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے روح کے بارے میں سوال کیا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۖ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل : ۸۵ پارہ ۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔ اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

روح کے بارے میں صرف اتنا ہی ارشاد فرمایا کہ یہ امر ربی ہے۔ سوچنے والی

بات ہے کہ روح ہمارے جسم میں موجود ہے لیکن ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ روح ہمارے جسم کے کس حصے میں موجود ہے۔ نہ یہ دکھائی دیتی ہے۔ لیکن ایمان ہے کیونکہ ہمارے جسم میں جو حرکت ہے یہ سب روح کا کمال ہے۔

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک تو جسم اور دوسرا روح۔ جسم تو نظر آتا ہے مگر روح نظر نہیں آتی۔ لیکن بغیر دیکھے ایمان ہے۔ اس لئے کہ انسان کے ہاتھ پاؤں حرکت کرتے ہیں۔ یہ روح کا کمال ہے۔ لہٰذا جب موت آجاتی ہے ہاتھ پاؤں ویسے ہی سلامت رہتے ہیں۔ لیکن اب حرکت نہیں کر سکتے۔ تو جو کچھ تھا جب نکل گیا تو علماء کرام فرماتے ہیں کہ جب جسم سے روح نکل جائے تو بندہ مر جاتا ہے۔

روح انسان کے پورے جسم میں موجود ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاؤں میں کانٹا چبھے تکلیف روح کو ہوتی ہے۔ یا سر میں درد ہو تو بھی تکلیف روح کو ہوتی ہے۔ حالانکہ پاؤں اور سر کے درمیان فاصلہ کافی ہے۔ لیکن جسم کے جس حصے میں تکلیف ہو یہ تکلیف روح کو محسوس ہوتی ہے۔ تو پتہ چلا کہ روح انسان کے پورے جسم میں موجود ہوتی ہے۔ ہم اس کو کہیں مقید نہیں کر سکتے۔ بلاتشبیہ اس کو یوں سمجھ لو کہ اللہ رب العزت پوری کائنات میں علم وقدرت کے ساتھ موجود ہے۔ اس کی ذات کو ہم کسی جگہ مقید نہیں کر سکتے۔

اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے۔

ایک مرتبہ چند نوجوان میرے پاس اختلافی مسائل پر بحث کرنے کے لئے آئے۔ میں نے ان سے پوچھا پہلے اللہ عزوجل کے بارے میں بتاؤ کہ تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ کہنے لگے وہ تو عرش پر ہے۔ میں نے کہا یہ بتلاؤ کہ ہم اس کمرے میں بیٹھے ہیں یہ

کمرہ بڑا ہے یا چھوٹا؟ کہنے لگے یہ کمرہ ہم سے بڑا ہے اس لئے ہم اس میں بیٹھے ہیں۔ اگر یہ چھوٹا ہوتا تو ہم اس میں نہیں آسکتے تھے۔ تو میں نے کہا پھر بتلاؤ کہ عرش بڑا ہے کہ اللہ عزوجل۔ میرے اس سوال سے وہ پریشان ہو گئے۔ لگے آئیں بائیں شائیں کرنے۔ کہنے لگے جی آپ اس مسئلے کو چھوڑیں ہم دوسرے مسئلے میں گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھی کہنے لگے بھئی پہلے اللہ عزوجل کی ذات کو (Clear) کرو۔ باقی مسائل بعد میں حل ہو جائیں گے۔

اب اس کا وہ کیا جواب دیتا اگر وہ یہ کہتے کہ عرش بڑا ہے تو پھر اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ وہ عرش پر کیسے آئے گا۔ اس طرح تو عرش اکبر ماننا پڑے گا۔

الحمدللہ وہ اس بات پر تائب ہو کر خوش عقیدہ ہو گئے اور دین کا کام کرنے لگے۔ تو جس طرح ہم روح کو جسم کے کسی حصے میں مقید نہیں کر سکتے۔ بلاتشبیہ اسی طرح اللہ عزوجل کی ذات کو بھی کسی حصے میں مقید نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اگر اللہ عزوجل کی ذات کو مقید کر دیا تو وہ محدود ہو جائے گا۔ جبکہ اللہ عزوجل کی ذات لامحدود ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں۔ تو لامحدود حد میں آسکتا ہی نہیں۔

دوسری بات کہ جسم میں روح ہے تو پورا جسم حرکت میں ہے۔ بالکل اسی طرح سمجھ لو کہ پوری کائنات کی حرکت اللہ عزوجل کی ذات سے ہے۔ وہی ساری کائنات کا خالق ہے مالک ہے۔ باقی سب اس کی مخلوق ہے۔ سب اللہ عزوجل کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ دریاؤں میں روانی سمندروں میں طغیانی ہواؤں کا چلنا، بارش کا برسنا، زمین کا تھرتھرانا، آسمان کا بغیر ستونوں کے قائم رہنا، بادلوں کا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہنا۔ ہمارے جسم میں حرکت، درختوں کا حرکت میں آنا، مختلف قسم کے پھل پھول، اور اناج اگانا۔ یہ سب کا سب اللہ عزوجل کی ذات کر رہی ہے۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جسم سے جب روح نکل جاتی ہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد رب العالمین ہے کہ

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (ال عمران: ۱۸۵ پارہ ۴)

ترجمہ: ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

ہر ایک نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ تو جسم سے روح کا جدا ہونا اس کو موت کہتے ہیں۔ اور جسم میں روح کا موجود ہونا اس کو حیات کہتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میرا امتی مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل میری روح کو میرے جسم میں لوٹا دیتا ہے۔ اور میں اس کا درود سنتا ہوں اور میں اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (ابوداؤد کتاب المناسک باب زیارۃ القبور ۲/۲۱۸ احمد بن حنبل فی المسند للبیہقی فی السنن الکبریٰ وفی شعب الایمان) تو پتہ چلا کہ درود پڑھنے سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جسم مقدس میں لوٹ آتی ہے۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ چوبیس گھنٹوں میں کوئی ایسی ساعت جس میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جاتا ہو۔

یقیناً ایسا کوئی لمحہ نہیں۔ جس میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھا جاتا ہو۔ تو پھر یہ عقیدہ رکھو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ   میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

(حدائق بخشش)

یہاں ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے

جسم اور روح۔

جسم کی ضروریات

ہمارے جسم کو تین چیزوں کی ضرورت ہے

روٹی، کپڑا اور مکان

جسم کی غذا کھانا ہے اگر جسم کو کھانا نہیں ملے گا تو یہ پریشان ہو جائے گا۔ اسی طرح کپڑا جو کہ انسان کے جسم کی حفاظت کرتا ہے۔ اسے گرمی سردی سے بچاتا ہے۔ اگر کپڑا نہیں ہوگا تو جسم پریشان ہوگا۔ اسی طرح اس جسم کو رہنے کے لئے مکان کی ضرورت ہے۔ دن بھر کام کاج کرنے کے بعد اس جسم کو اگر سکون ملتا ہے تو اپنے گھر میں ہی جا کر ملتا ہے۔ اگر گھر نہیں تو جسم کو سکون نہیں مل سکتا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ایک بندے کے پاس پورے سال کا اناج رکھا ہے۔ کپڑے بھی بے شمار ہیں۔ اور مکانات بھی موجود ہیں۔ اب اس انسان کو سکون آجانا چاہیے۔ لیکن سکون نہیں ملتا اس لئے کہ ان چیزوں کا تعلق جسم سے ہے۔ اور جسم میں روح بھی موجود ہے۔ جتنی دیر اس کو غذا نہیں ملے گی بندے کو سکون نہیں ملے گا۔

روح کی غذا

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۝ (الرعد: ۲۸ پارہ ۱۳)

ترجمہ کنزالایمان: سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

روح کی غذا اللہ عزوجل کا ذکر، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، غریبوں کی مدد کرنا،

قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ حالانکہ ان اعمال کے بجالانے سے انسان کے جسم میں کوئی چیز داخل نہیں ہوتی۔ لیکن سکون آجاتا ہے۔ انسان جتنا بھی پریشان کیوں نہ ہوں وضو کرکے نماز ادا کرلے سکون آجاتا ہے۔

لہٰذا ہماری سوچ آج یہ نہیں ہونی چاہیے کہ اعلیٰ قسم کی غذا کھانے اچھے کپڑے پہننے اور اعلیٰ مکانوں میں رہنے سے سکون ملتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جن کے پاس یہ سب چیزیں موجود ہیں کیا ان کو سکون ہے؟ جواب ملتا ہے نہیں۔

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

آج ہم جسم کی ضروریات کی طرف توجہ دیتے ہیں مگر افسوس روح کی غذا کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے۔ بہرحال روح کے بارے میں جاننا چاہیے کہ یہ امر ربی ہے۔ اور اس کی غذا اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔ نیکیاں کرنے سے روح طاقت ور ہوجاتی ہے۔ انسان کے اندر روحانی طاقت آجاتی ہے۔ جب کہ گناہ کرنے سے اس کی طاقت میں کمی آتی ہے۔ اور پریشانی کا سبب بنتی ہے۔ اس میں زیادہ گہرائی میں جانے سے انسان کے گمراہ ہونے کے امکانات ہیں۔ اس لئے اس کو موضوع بحث مت بنائیں۔

تقدیر کیا ھے؟

اللہ عزوجل نے جو ہماری تقدیر میں لکھ دیا ہے ہم اس کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہیں۔ (جیسا کہ عوام الناس سمجھتے ہیں) تو پھر جزاء اور سزا کا تصور (Concept) ختم ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ عزوجل نے ہی ہماری تقدیر میں لکھ دیا ہم اسی کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہیں۔ تو پھر اس میں انسان کا کوئی قصور نہیں۔ لہٰذا جنت دوزخ جزاء وسزا بالکل نہیں ہونے چاہئیں۔ جب کہ جنت اور

دوزخ برحق ہے اور جزا و سزا بھی برحق ہے۔

اس مقصد کے لئے اللہ عزوجل نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے نیکی اور بدی کی تمیز کرائی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آسمانی کتابیں اور صحیفے بھی نازل فرمائے۔ جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ نیکی کرنے والوں کے لئے جنت اور گنہگاروں کے لئے دوزخ۔ بلکہ قرآن مجید فرقان حمید نے تو یہاں تک بتادیا کہ

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ (الزلزال: ۸۔ ۷ پارہ ۳۰)

ترجمہ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے گا اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔

وہاں ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ نیکیاں بدیاں تلیں گی۔ پھر

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَا اَدْرٰكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ (القارعة ۶ تا ۱۱ پارہ ۳۰)

ترجمہ کنزالایمان: تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانتے عیش میں ہیں۔ اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہیں۔ اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی۔

ظاہر بات ہے کہ اللہ عزوجل بھی سچا ہے اور اس کا کلام بھی سچا ہے۔ اور اسکے تمام انبیاء والمرسلین علیہم السلام بھی سچے ہیں۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ تقدیر کے بارے میں

ہمارا نظریہ ہی غلط ہے۔

تقدیر کے بارے میں صحیح نظریہ

جو کچھ اللہ عزوجل نے ہماری تقدیر میں لکھ دیا ہم اس کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ جو کچھ ہم نے دنیا میں آنے کے بعد کرنا تھا۔ اللہ عزوجل نے اپنے علم کے مطابق اس کو پہلے سے ہی تحریر کر دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا وہ تقدیر میں پہلے سے ہی لکھ دیا گیا ہوا ہے۔

اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ جیسے ایک بچہ میٹرک کا طالب علم (Student) ہے۔ لیکن محنت نہیں کرتا۔ سارا دن کھیل کود میں گزار دیتا ہے اب میں اس بچے سے کہوں کہ بھئی تم فیل ہو جاؤ گے۔ جب وہ امتحان دیتا ہے تو وہ فیل ہو جاتا ہے۔ اب وہ لڑکا مجھے برا بھلا کہتا ہے کہ حافظ صاحب آپ نے کہا تھا اس لئے میں فیل ہوا ہوں۔ اگر نہ کہتے تو میں نے پاس ہو جانا تھا۔ اس بچے کی بات کو کوئی بھی عقل والا تسلیم نہیں کرے گا۔ اس کا جواب میں بھی یہی دوں گا کہ بھئی تم محنت نہیں کرتے تھے وقت ضائع کرتے تھے۔ لہٰذا میں تمہاری حالت دیکھ کر تمہارے آنے والے وقت کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اگر تم محنت کرتے تو تمہاری پوزیشن کو دیکھ کر میں نے بتا دینا تھا کہ تم پاس ہو جاؤ گے اس میں قصور میرا نہیں بلکہ تمہارا ہی قصور ہے۔

بلاتشبیہ میرے جیسا ناقص العقل اگر بندے کی حالت دیکھ کر آنے والے وقت کے بارے میں بتا سکتا ہے تو اللہ عزوجل ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس کے علم میں ہے بندے نے پیدا ہو کر اس دنیا میں کیا گل کھلانے ہیں۔ لہٰذا اس نے اس

ازلی اور ابدی علم کے تحت لکھ دیا۔ اب ہم کسی کو قتل کرنے کے بعد یہ کہیں کہ ہمارا تو کوئی قصور ہی نہیں تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا۔ تو یہ بات درست نہیں مانی جائے گی بلکہ قاتل کو سزا دی جائے گی۔

حکایت

ایک چور کسی کے باغ میں گھس گیا۔ درخت پر چڑھ کر پھل کھانے لگا مالک کو پتہ چل گیا۔ اس نے اس کو پکڑ لیا۔ اور پوچھا کہ تو میرے باغ میں کیوں آیا۔ اور پھر چوری پھل کیوں کھا رہا ہے؟

چور نے جواب دیا کہ جناب میں اللہ عزوجل کے حکم سے آیا ہوں اور اس کے حکم سے پھل کھا رہا تھا۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل کے حکم کے بغیر پتہ نہیں ہل سکتا میرے جیسا انسان بغیر اللہ عزوجل کے حکم کے درخت پر کیسے چڑھ سکتا ہے۔ مالک سمجھ دار تھا۔ اس نے چور کو لٹایا اور جوتے مارنے لگا۔ چور بولا بھائی یہ کیا کر رہے ہو؟ مالک نے جواب دیا کہ اللہ عزوجل کے حکم کے بغیر پتہ نہیں ہل سکتا اتنا بڑا جوتا اس کے حکم کے بغیر کیسے ہل سکتا ہے؟ یہ بھی اس کے حکم سے برس رہا ہے۔

نظریہ ڈاکٹر اقبالؒ

ڈاکٹر اقبال کا نظریہ مجھے بڑا اچھا لگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ

حیوان و جمادات میں تابع تقدیر
مومن ہے تو تابع ہے فرمان الٰہی

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ حیوان و جمادات تقدیر کے تابع ہیں۔ مثلاً شیر کی تقدیر میں لکھ دیا کہ وہ گھاس نہیں کھائے گا۔ لہٰذا وہ گوشت ہی کھاتا ہے۔ اسی طرح ایک پتھر کی تقدیر میں لکھ دیا کہ اس نے بولنا نہیں اور نہ ہی چلنا ہے۔ اسی طرح ایک آم کے

درخت کی تقدیر میں لکھ دیا ہے کہ تو نے آم ہی لگانے ہیں۔ وہ یہ نہیں کرسکتا ہے کہ چلو آج خربوزے ہی لگا دوں بلکہ وہ تقدیر کے تابع ہے جو ان کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے وہ اس کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ اور جہاں تک تعلق ہے مومن کا تو وہ تقدیر کے چکر میں نہیں پڑتا۔ بلکہ وہ دیکھتا ہے کہ اللہ عزوجل کا کیا حکم ہے۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے۔ اس کے مطابق عمل کرے گا۔

اور بات بھی درست ہے کہ ہمیں یہ نہیں پتہ کے آنے والے کل کے بارے میں ہماری تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ البتہ ہمیں یہ تو پتہ ہے کہ ہمارے اوپر نماز پنجگانہ فرض ہے۔ اسی طرح کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی کرنا گناہ ہے۔ کسی کے مال پر ناجائز قبضہ جمانا گناہ ہے۔ جھوٹ غیبت چوری وعدہ خلافی، گانے باجے، فلمیں ڈرامے وغیرہ وغیرہ منع ہیں۔ اور کسی کو نیکی کی دعوت دینا قرآن پاک کی تعلیم دینا۔ ماں باپ کا ادب واحترام کرنا، حلال روزی کمانا وغیرہ وغیرہ نیکی کے کام ہیں۔ ان کاموں کے کرنے سے اللہ عزوجل راضی ہوتا ہے۔ اور گناہ کرنے سے اللہ عزوجل اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔ تو ایک مومن کو چاہیے کہ وہ تقدیر کے چکروں میں پڑنے کی بجائے یہ دیکھے کہ میں اس دنیا میں ہوں۔ دنیا دارالعمل ہے۔ یہاں جو بیجوں گا قیامت میں وہی کاٹوں گا۔ اگر میں نے اس دنیا میں اللہ عزوجل کو راضی کرلیا تو آخرت میں نجات ہے جنت کی لازوال نعمتیں ہیں۔ اور اگر مجھ سے اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوگئے تو آخرت میں خسارا ہی خسارا ہے۔

مومن کو بتا دیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کن کاموں سے راضی ہوتے ہیں۔ اور کن کاموں سے ناراض ہوتے ہیں۔ وہ تقدیر کے بارے میں سوچنے کی بجائے اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگا رہتا ہے۔

قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (آل عمران: ۷ پارہ ۳)

ترجمہ کنزالایمان: وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری۔ اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں۔ اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے۔ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں۔ گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو۔ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

قرآن کریم میں کچھ تو محکم آیات ہیں۔ یعنی حکم والی جن میں نیکی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا۔ اور برائیوں سے منع کیا گیا۔ اور کچھ متشابہات۔ جن کا مطلب اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ یعنی ان میں حکم واضح نہیں۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ لوگ جان لیں کہ اللہ عزوجل کے حکم پر کون چلنے والے ہیں اور کون نافرمان ہیں۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں کے دل میں کجی ہوگی وہ محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہات میں پڑ جائیں گے۔ اللہ عزوجل نے تو واضح کر دیا اب ہمیں

دیکھنا ہے۔ کہ ہمیں کون سا راستہ اپنانا ہے۔

حکایت:

ایک بندے نے جنگل میں ایک اپاہج لومڑی دیکھی جو بالکل چل پھر نہیں سکتی تھی۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ زندہ کیسے ہے۔ کھاتی پیتی کس طرح ہوگی۔ لہٰذا یہ جاننے کے لئے اللہ عزوجل اس کو روزی کیسے عطا فرمائے گا چھپ کر کہیں بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے دیکھا کہ جنگل میں سے ایک شیر آیا۔ اس کے منہ میں شکار تھا۔ اس نے لومڑی کے قریب بیٹھ کر کچھ کھایا اور باقی چھوڑ کر چلا گیا۔ لومڑی رینگتی رینگتی اس شکار کے قریب گئی۔ اور کھانا شروع کر دیا۔

اس واقعے سے اس بندے نے یہ مطلب اخذ کیا کہ اگر اللہ عزوجل اس اپاہج لومڑی کو رزق دے سکتا ہے تو مجھے کیوں نہیں دے گا۔ لہٰذا میں بھی کام چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہوں۔ جو میری تقدیر میں ہوگا وہ مجھے مل جائے گا۔

اللہ عزوجل کے ایک نیک بندے کا وہاں سے گزر ہوا۔ جب انہوں نے اس بندے کو جنگل میں بیٹھے دیکھا تو پوچھا بھائی خیر تو ہے۔ اس بندے نے سارا ماجرا سنایا۔ اور کہنے لگا کہ اللہ عزوجل اس اپاہج لومڑی کو روزی دیتا ہے۔ تو مجھے بھی دے گا لہٰذا میں یہاں بیٹھا ہوں۔

بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی اللہ عزوجل نے تیرے سامنے دو مثالیں پیش کیں۔ ایک تو اپاہج لومڑی کی اور دوسری شیر کی۔ اپاہج لومڑی جو کہ کسی کے رحم و کرم پر بیٹھی ہے۔ اور دوسری مثال شیر کی ہے جو شکار کرتا ہے خود بھی کھاتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی کھانے کا بندوبست کرتا ہے۔

اب تو بتا کہ تو اپاہج لومڑی کی طرح بننا چاہتا ہے یا شیر کی طرح جو خود بھی محنت کر کے کھاتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی کھانے کا بندوبست کرتا ہے۔

بہر حال اس بندے کی سمجھ میں بات آ گئی۔ اور کہنے لگا کہ میں شیر کی طرح بنوں گا۔ جو کماؤں گا خود بھی کھاؤں اور دوسروں کے لئے بھی بندوبست کروں گا۔

کیا تقدیر بدل سکتی ہے؟

اللہ رب العزت نے قلم کو حکم دیا کہ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھ دے۔ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ ہماری تقدیر لکھی جا چکی ہے اور یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اللہ عزوجل ہر چیز پر قادر ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۱: حدیث نمبر ۸۷)

اللہ عزوجل تقدیر کو لکھنے کے بعد مجبور نہیں ہو گیا۔ بلکہ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝

(الرعد: ۳۹ پارہ ۱۳)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے۔ اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

اللہ عزوجل چاہے تو تقدیر کو بھی بدل دے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ صدقہ بلا کو کھا جاتا ہے۔

اور کہیں ارشاد فرمایا

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَا

قضا نہیں بدلتی مگر دعا سے۔

اس لئے علماء کرام نے تقدیر کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ معلق محض ۲۔ مشابہ مبرم ۳۔ مبرم حقیقی

جب انسان پر کوئی پریشانی آ جائے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے۔ بلکہ اس لئے فرمایا کہ تیرے اوپر اگر مشکل آن پڑی ہے تو تو صدقہ خیرات کر۔ کیونکہ صدقہ بلا کو کھا جاتا ہے۔ یعنی آنے والی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ اور مشاہدے میں بھی آیا ہے۔ بہت سی پریشانیاں اور مصیبتیں صدقہ خیرات کرنے سے ٹل جاتی ہیں۔

ایک ہمارے عزیز جو کہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا اور ہوتا بھی ہے کہ جب ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں تو پھر اللہ والوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ کاش ہم ابتداء میں ہی اللہ والوں کی طرف رجوع کر لیا کریں۔ بہر حال انہوں نے ایک نیک بندے سے رجوع کیا انہوں نے بتایا کہ ان کی جان کا صدقہ دو۔ لہٰذا ایک بکرا صدقہ کے لئے گھر لایا گیا۔ اور پروگرام تھا کہ صبح کسی کو صدقہ میں دیا جائے گا۔ لیکن وہ بکرا رات ہی انتقال کر گیا اور چند دنوں بعد مریض صحت یاب ہو گیا۔ ایسے ہی بے شمار واقعات موجود ہیں۔ کیونکہ حدیث مبارک میں ہے کہ صدقہ بلا کو کھا جاتا ہے۔

ایک اور اسی طرح کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک بندے کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ کسی اللہ والے نے ارشاد فرمایا کہ سات دن صدقہ دو۔ اس نے ایک بکرا صدقے میں دے دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ایک اور بکرا دو۔ اس نے دوسرا بکرا بھی صدقہ میں دے دیا۔ اس طرح وہ چھ دن تک صدقہ دیتا رہا۔ آخر ساتویں دن اس نے یہ سمجھ لیا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ساتویں دن اس نے صدقہ نہ دیا اس کا بیٹا فوت ہو گیا۔

خواب میں اس نے دیکھا کہ اس کے گھر پر سات بلاؤں نے حملہ کیا ہے۔ چھ بلاؤں کے منہ میں تو بکرے ہیں اور ساتویں بلا کے منہ میں اس کا بیٹا تھا۔

بیماری کے علاج کا کمال نسخہ

شاہدرہ کے قریب ایک گاؤں جس کو نین سکھ کہتے ہیں۔ اس گاؤں میں ہم نے کاروبار شروع کیا۔ اس کے لئے ہمیں لوہار کی بھی ضرورت پڑتی تھی۔ گاؤں میں ایک بوڑھا لوہار تھا۔ ایک دن اس سے گفتگو ہو رہی تھی کہ دوران گفتگو اس نے بتلایا کہ حافظ صاحب میں نے آج تک کسی ڈاکٹر حکیم کی دوائی استعمال نہیں کی۔ میں اس کی بات سن کر بڑا حیران ہوا۔

اور پوچھنے لگا کہ باباجی آپ کبھی بیمار نہیں ہوئے۔ اس نے جواب دیا کہ کئی مرتبہ بیمار ہوا ہوں۔ میں نے پوچھا جب آپ بیمار ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ باباجی نے جواب دیا کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو میں اندازہ لگاتا ہوں کہ اس بیماری پر کتنے روپے خرچ ہوں گے۔ میں اتنے پیسے مسجد میں دے دیتا ہوں اللہ عزوجل مجھے تندرستی دے دیتا ہے۔

اللہ عزوجل اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے سے ہمیں بھی ایسی مدنی سوچ عطا فرمائے۔ آمین۔

تو وہ تقدیر جو صدقہ دینے سے ٹل جائے اس کو تقدیر معلق محض کہتے ہیں۔

تقدیر کی دوسری قسم

وہ تقدیر جو اللہ عزوجل کے نیک بندوں کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔
اگر ذوق یقین پیدا ہو تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

تقدیر بدل گئی

ایک دفعہ حضرت عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایک عقیدت مند حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا حضرت صاحب مجھے اپنے مریدوں میں شامل فرمالیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کروائی اور اس کو اپنے مریدوں میں شامل کرلیا۔ وہ بندہ واپس چلا گیا۔ اگلے روز دوبارہ حاضر ہوا۔ اور بڑا پریشان تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پریشانی کا سبب پوچھا۔ عرض کرنے لگا۔ حضرت صاحب میں اچھا آپ کا مرید ہوا رات مجھے خواب میں سو مرتبہ احتلام ہوا۔

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر جواب دیا جاؤ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کرو۔ اس لئے کہ جب تو میرے پاس آیا تھا۔ میں نے تیری تقدیر میں لکھا دیکھا تھا کہ تو نے حالت بیداری میں سو مرتبہ زنا کرنا تھا۔ تو میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں التجاء کی کہ اے مالک ومولا! عزوجل یہ زنا کرے گا تو دوزخ میں جائے گا۔ اور مرید میرا ہو اور دوزخ میں چلا جائے مجھے یہ گوارا نہیں۔ لہٰذا تو اس کی تقدیر کو بدل دے۔ اللہ عزوجل نے میری دعا کو قبول فرمایا اور وہ بدکاری جو تم نے حالت بیداری میں کرنی تھی وہ خواب میں بدل دی گئی۔

لوح محفوظ پر نگاہ

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری کے لئے ایک دوست کے ساتھ پروگرام بنایا۔ طے یہ پایا کہ میرا دوست رات کی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر میرے گھر آئے گا اور ہم دونوں سائیکل پر دربار شریف حاضری دینے جائیں گے۔ لیکن رات گزر گئی وہ نہ آئے۔ صبح جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ میں آپ کے گھر کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں بزرگوں سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ بھائی مسجد میں جاؤ اور شکرانے کے نفل ادا کرو۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر ہم حاضری دینے کے لئے آئے تھے۔ اچانک لوح محفوظ پر نظر پڑی تو لوح محفوظ میں آپ کا ایکسیڈنٹ لکھا ہوا تھا۔ آپ نے گڑھی شاہو پل سے نیچے اترنا تھا تو دوسری طرف سے تیز رفتار ٹرک نے تمہیں کچل دینا تھا۔ میں نے اس وقت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی میری دعا کی برکت سے اللہ عزوجل نے تمہاری تقدیر بدل دی۔ لہٰذا اب تم شکرانے کے نفل ادا کرو۔ لہٰذا میں بزرگوں کے ساتھ نفل ادا کرنے چلا گیا اور رات ہم نفل ادا کرنے میں مشغول رہے۔

عجب نہیں کہ لکھا لوح کا نظر آئے
لگاؤں نقش قدم کا غبار آنکھوں میں

لوح محفوظ ہست پیش اولیاء

بعض لوگ اس کے قائل نہیں ان کا یہ موقف ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ لہٰذا ہمیں کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بعض تو اس پر کفر و شرک کے فتوی بھی جڑ دیتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں تو واضح طور پر موجود ہے کہ

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحۃ)

ترجمہ کنزالایمان: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں

ان کے بقول ہے کہ جب ہم عبادت اللہ عزوجل کی کرتے ہیں اور وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ مالک ہے۔ وہ ہمارے قریب بھی ہے۔ تو پھر اس کو چھوڑ کر دوسروں سے مدد چاہنا یہ شرک نہیں تو کیا ہے۔ مشرکین مکہ بتوں سے مدد چاہتے تھے۔ اور تم ولیوں سے مدد چاہتے ہو۔ تمہارے اور ان کے درمیان کیا فرق ہے؟ (معاذ اللہ)

جب ان سے پوچھا جائے بھائی جب تم بیمار ہو جاتے تو ڈاکٹر حکیم کے پاس کیا لینے جاتے ہو؟ جب کہ شفاء دینے والی ذات تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ تیرا مقدمہ پھنس جائے تو وکیلوں کے پاس بھاگتے ہو۔ جب کہ اللہ عزوجل وکیل ہے۔ اور وہ تیری شہ رگ سے زیادہ قریب۔ ساری کائنات کا مالک۔ سارے خزانوں کا مالک تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ تو پھر چندہ اکٹھا کیوں کرتے ہو۔ مصیبت کے وقت میں یہود و نصاریٰ سے بھی مدد مانگنے سے گریز نہیں کرتے۔ کیا اس وقت یہ فتویٰ تمہارے اوپر صادر نہیں ہوتا۔ کیا اس وقت تیرا رشتہ اللہ عزوجل سے ٹوٹتا نہیں؟

ہم آہ بھی کردیں تو ہو جاتے ہیں بدنام   وہ قتل بھی کردیں تو چرچا نہیں ہوتا

جواب ملتا ہے حافظ صاحب یہ دنیاوی معاملات ہیں ان میں مدد لینا جائز ہے۔ میں نے کہا بھائی قرآن کی اس آیت میں یہ کہاں اشارہ ہو رہا ہے کہ دنیاوی طور پر تو مدد غیروں سے لے لیا کرو۔

جواب ملتا ہے کہ حافظ صاحب زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ جو انتقال کر جائیں ان سے مدد مانگنا جائز نہیں۔ تو میں پھر عرض کروں گا۔ کہ قرآن مجید میں اس

آیت مبارک میں کہاں ثابت ہو رہا ہے کہ جو انتقال کر جائیں ان سے مدد مت لو۔ میں نے کہا بھائی جس کو تم زندہ کہتے ہو اس سے مدد لینا جائز اور جس کو اللہ عزوجل زندہ کہے اس سے مدد لینا جائز نہیں۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے ۔۔۔ یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

بہر حال جب ڈاکٹر حکیم کی بات آتی ہے تو جواب ملتا ہے بھائی دوائی کھانا سنت ہے۔ لہٰذا ہم سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر حکیم کے پاس جاتے ہیں۔ تو پھر میں عرض کروں گا کہ کیا دعا کرانا سنت نہیں؟

مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث مبارک نقل ہے کہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کرتے ہیں کہ نماز مغرب سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کروں گا اور اپنے لئے اور تمہارے لئے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کراؤں گا۔

والدہ ماجدہ اجازت عطا فرماتی ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نماز مغرب سرکار ﷺ کے پیچھے ادا کرتے ہیں۔ اور انتظار کرتے ہیں کہ موقع ملے تو میں دعا کا عرض کروں گا۔ لیکن موقع نہیں ملتا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ نماز عشاء کا وقت ہو جاتا ہے۔ یہ نماز عشاء بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ادا کرتے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک کی طرف تشریف لے جاتے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے چل دیا۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون حذیفہ ہے۔ اے حذیفہ اللہ عزوجل نے تجھے بھی اور تیری والدہ کو بھی بخش دیا ہے۔ اور یہ بھی بتلا دوں کے آج میرے پاس ایک ایسا فرشتہ آیا اس نے مجھے بشارت دی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شہزادے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے اور آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی۔

اس حدیث مبارک سے ایک تو پتہ چلا کہ دعا کرانا جائز ہے۔ اسی لئے ان کی والدہ ماجدہ نے اجازت عطا فرمادی۔ دوسرا یہ پتہ چلا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہیں۔ اس لئے ان کے بتائے بغیر بتادیا کہ اللہ عزوجل نے تیری اور تیری والدہ کی بخشش فرمادی۔ تیسرا پتہ چلا کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ تو جوان کی شان میں بے ادبیاں اور گستاخیاں کرتے ہیں۔ انھیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ کہ ہر ابندہ تو جنت ہی میں نہ جائے گا۔ چہ جائیکہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں۔ لہذا ہمیں اپنے عقائد ایسے بنانے چاہیں کہ جو قرآن وحدیث سے ٹکراتے نہ ہوں۔ جیسا کہ کچھ افراد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ عزوجل باغی کہتے ہیں۔ اور یزید کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں۔

حالانکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کہہ سکتی تھیں کہ بیٹا سب سے بڑی ذات اللہ عزوجل تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ تمہیں کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر اگر معاذ اللہ عزوجل آپ کی والدہ ماجدہ غلطی پر تھیں تو سرکار دوعالم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کو منع فرمادیتے کہ اے حذیفہ بغیر وسیلے کے (Direct) اللہ عزوجل سے مانگو۔ میرے پاس مت آیا کرو۔ ایسا نہیں ارشاد فرمایا۔ بلکہ ان کو بشارت دی۔

اسی طرح بے شمار احادیث مبارک موجود ہیں کہ جب بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مشکل پیش آئی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم رب تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے پاس آئے

ہو۔تم مشرک ہو گئے۔معاذ اللہ

بلکہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا نوازا کے لینے والا پکار اٹھا کہ

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

ایک بات کی وضاحت

بعض ایسے افراد ہوتے ہیں کہ جو بتوں والی آیات اللہ عزوجل کے نیک بندوں پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور نا سمجھ افراد ان کے جھانسے میں بھی آجاتے ہیں۔تو آیئے اس سلسلے میں چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی ؕ (الزمر: ۳ پارہ ۲۳)

ترجمہ کنزالایمان: ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنالئے۔کہتے ہیں کہ ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کردیں

مشرکین سے جب پوچھا جاتا کہ تم ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو تو وہ اس کا جواب یہ دیتے تھے کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ عزوجل کے نزدیک کردیں گے۔ان کی عبادت کرنے سے ہمیں اللہ عزوجل کا قرب مل جائے گا۔

اب اس آیت مبارک کو اللہ عزوجل کے نیک بندوں پر اس طرح چسپاں کرتے

ہیں کہ دیکھو تم بھی کہتے ہو کہ یہ اللہ عزوجل کے نیک بندے ہیں ہمیں اللہ عزوجل کے قریب کر دیں گے۔ لہٰذا تمہارے اور مشرکین میں کوئی فرق نہیں۔

اب ذرا غور سے دیکھا جائے تو آیت مبارک صاف بتلا رہی ہے کہ مشرکین نے جواب دیا کہ ہم ان بتوں کی پوجا اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ عزوجل کے نزدیک کر دیں گے۔ تو کیا ہم اللہ عزوجل کے نیک بندوں کی پوجا کرتے ہیں؟

الحمد للہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ عزوجل کی ذات ہے۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

دوسری بات ہے کہ قرآن مجید میں تو سند موجود ہے کہ اللہ عزوجل نے تو خود ہی ارشاد فرمادیا کہ

إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (الاعراف:۵۶ پارہ ۸)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اللہ عزوجل کی رحمت لوٹنی ہو تو نیک بندوں کے قریب ہو جاؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

(التوبہ:۱۱۹ پارہ ۱۱)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

اللہ عزوجل تو خود فرمارہا ہے کہ اگر ایمان کی حفاظت چاہتے ہو تو میرے نیک بندوں کے قریب ہو جاؤ۔

کیا ایسی کوئی ایک آیت بھی بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

بلکہ ہمیں تو ہر نماز میں اس طرح حکم دیا جا رہا ہے کہ مجھ سے دعا اس طرح مانگو۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

(الفاتحہ:۶،۵ پارہ ۱)

ترجمہ کنز الایمان: ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اللہ عزوجل کے نیک بندوں کو بتوں سے ملایا جائے۔

بھکانے کا طریقہ

ایسے افراد جب کسی کم علم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کہتے ہیں بھائی تم مزارات پر کیوں جاتے ہو؟ ایصال ثواب کیوں کرتے ہو؟ سادہ سا مسلمان یہ جواب دیتا ہے کہ بھائی ہمارے آباء واجداد یہ کرتے تھے لہٰذا ہم بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ تو وہ فوراً چلا اٹھتے ہیں کہ دیکھو یہی بات تو مشرکین بھی کہا کرتے تھے۔ کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی راستے پر پایا۔ لہٰذا ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ لہٰذا تمہارے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

حالانکہ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے۔ اس لئے کہ مشرکین کے آباؤ اجداد مشرک تھے۔ لہٰذا ان کے نقش قدم پر چلنے والے گمراہ ہوں گے۔ اور ہمارے آباؤ اجداد تو غوث الاعظم۔ داتا گنج بخش۔ بابا فرید۔ معین الدین چشتی رحمہم اللہ ہیں۔ جو کہ بے شک انعام یافتہ ہیں تو ان کے نقش قدم پر چلنے والا گمراہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ عزوجل نے تو خود ارشاد فرمایا کہ مجھ سے اس طرح دعا مانگا کرو۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

(الفاتحہ:۶،۵ پارہ ۱)

ترجمہ کنزالایمان: ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔

اللہ عزوجل کا محبوب بننے کا نسخہ

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد رب العالمین ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوْبَكُمْؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌO(آل عمران: ۳۱ پارہ ۳)

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ عزوجل تک رسائی کا طریقہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اللہ عزوجل کا محبوب بننے کا نسخہ ہے۔

کیا ایسی آیت کوئی بتوں کے لئے ہے۔

بخشش کا طریقہ

اللہ عزوجل نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا کہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًاO(النساء: ۶۴، پارہ ۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں۔ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں۔ اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو۔ یعنی میری نافرمانی کر بیٹھو تو اب مجھے راضی کرنے کا طریقہ بھی سن لو۔ نافرمانی میری کی تو بخشش کے لئے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آجاؤ۔ پھر توبہ کرو۔ اور میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے حق میں شفاعت کریں گے تو مجھے توبہ قبول کرنے والا پاؤ گے۔

کیا ایسی کوئی آیت جنوں کے حق میں ہے؟

جو تیرے قریب آگیا وہ میرے قریب آگیا

اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط (البقرہ:۱۸۶ پارہ ۲)

ترجمہ کنز الایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو تیرے پاس آکر میرے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل قریب یا دور ہے۔ تو آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ تو ان سے کہہ دے کہ اللہ عزوجل قریب ہے۔ بلکہ فرمایا گیا جو تیرے پاس آگیا وہ میرے قریب آگیا۔

کیا ایسی کوئی آیت جنوں کے حق میں نازل ہوئی؟

جس نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل ارشاد فرما رہا ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ج

(الفتح:۱۰پارہ۲۶)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہے۔

بیعت رضوان کے موقع پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جس نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان سب کے ہاتھوں پر میرا ہاتھ ہے۔

کیا بتوں کے لئے کوئی ایسی آیت ہے؟

کنکریاں تم نے نہیں ہم نے ماریں

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ

وَمَارَمَیْتَ اِذْرَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (الانفال:۱۷ پارہ۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔

غزوہ بدر میں سرکار دوعالم نور مجسم شفیع امم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہ کنکریاں جو تم نے کفار کی طرف پھینکی وہ تم نے نہ پھینکیں بلکہ ہم نے پھینکی ہیں۔

کیا ایسی کوئی آیت بتوں کے بارے میں ہے؟

اللہ عزوجل و رسول ﷺ نے غنی کر دیا

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (التوبہ: ۷۴ پارہ ۱۰)

ترجمہ کنزالایمان شریف: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اس آیت مبارکہ میں دو ذاتوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قانون یہ ہے کہ یہاں پر فَضْلِهٖ کی بجائے فَضْلِهِمَا آتا کہ دونوں نے غنی کر دیا۔ مگر یہاں فَضْلِهٖ آیا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کی عطا میں فرق نہیں۔

اس لئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں کہ۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا ترا

اس لئے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

رسول کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اور رسول ﷺ کی رضا میری رضا ہے۔ اسی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطا کرنا اللہ عزوجل کا عطا کرنا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ

اللہ عزوجل و رسول ﷺ نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔
کیا ایسی آیت بتوں کے بارے میں ہے۔

قاسم نعمت

حدیث مبارک میں ہے کہ

اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ

(بخاری شریف جلد نمبر ا صفحہ ۱۶ مسلم شریف جلد نمبر ا صفحہ ۳۳۳)

ترجمہ: اللہ عزوجل عطا فرماتا ہے اور بے شک میں تقسیم کرتا ہوں

اللہ عزوجل دیتا ہے مگر کس کو سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ عطا کرتا ہے۔ اور پھر اَنَا قَاسِمٌ میں تقسیم کرتا ہوں۔

اللہ عزوجل تمام نعمتیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرماتا ہے۔ تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تقسیم فرماتے ہیں۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ — ساری کثرت پاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا — پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

کیا ایسی کوئی حدیث بتوں کے بارے میں ہے؟

اسی طرح ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ جب میرا بندہ نوافل کی کثرت کرتا ہے تو وہ اللہ عزوجل کے قریب ہو جاتا ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳)

یہاں یہ بات بھی واضح کر دی جائے کہ اللہ عزوجل ہر ایک کے قریب ہے۔ چاہے کوئی مسلمان ہے یا کافر۔ مشرک یا مرتد اللہ عزوجل ہر ایک کے قریب ہے۔ لیکن ہر بندہ رب تعالیٰ کے قریب نہیں۔ لہٰذا جو قرب خاص اللہ عزوجل کے نیک بندوں کو حاصل ہے۔ وہ عام بندوں کو نہیں۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ جب میرا بندہ نوافل کی کثرت کرتا ہے۔ تو وہ میرے قریب ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ

دیکھتا ہے۔

بعض افراد اس سے یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ اس مقام پر پہنچ کر اب وہ بندہ کوئی گناہ نہیں کرے گا۔ یعنی اب اس کے ہاتھ پاؤں آنکھیں غیر شرعی حرکتیں نہیں کریں گی۔ تو اس سے پتہ چلا کہ پہلے وہ غیر شرعی حرکتیں کرتا تھا اگر کرتا تھا تو اس مقام تک کس طرح پہنچا۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ پہلے غیر شرعی حرکتیں نہیں کرتا تھا۔ اب بھی نہیں کرے گا تو اس مقام پر پہنچنے کا فائدہ کیا؟

الحمدللہ عزوجل ہمارا عقیدہ ہے کہ جب بندہ اللہ عزوجل کا قرب خاص حاصل کرلیتا ہے۔ تو ہاتھ بندے کے ہی رہتے ہیں بلکہ تمام اعضاء بندے کے ہی رہتے ہیں۔ لیکن ان میں طاقت اللہ عزوجل کی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی آنکھوں کے آگے سے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کے اندر ایسی طاقت آجاتی ہے جو کہ عام انسان کے اندر نہیں۔ بلکہ اس سے کرامتوں کا ظہور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

جس طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

ترجمہ: میں اللہ عزوجل کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ جیسے میری ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔

اس طرح ہاتھ میں طاقت ایسی آجاتی ہے کہ جس طرح قرآن مجید میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباری حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے پلک جھپکنے سے پہلے بلقیس شہزادی کا تخت ملک سبا سے دربار سلیمان علیہ السلام میں لا کر دکھا دیا۔ اور پھر ارشاد فرمایا۔

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ (النمل: ۴۰ پارہ ۱۹)

ترجمہ: یہ میرے رب کا فضل ہے۔

تو جس پر اللہ عزوجل کا فضل خاص ہو جائے اس کا قرب حاصل کرنا اس سے مدد مانگنا۔ اس کے نقش قدم پر چلنا۔ یہ اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام کبھی بھی اپنے درباری سے یہ نہ کہتے حالانکہ خود نبی علیہ السلام ہیں۔ خود بھی لا سکتے تھے۔ مگر ثابت یہ کرنا تھا کہ

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سردار کا عالم کیا ہوگا

اسی طرح حدیث مبارک میں ہے کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ میں نہ زمین میں نہ آسمان میں نہ لوح میں نہ کرسی میں سما سکتا ہوں لیکن اگر سمانے پر آ جاؤں تو مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

حدیث قدسی میں ہے کہ میری مخلوق میں چند ایسے افراد ہوں گے کہ جن کے بال بکھرے ہوں گے پراگندہ لباس یہاں تک کہ اگر کسی سے سوال کریں کوئی ان کو دینے کے لئے تیار نہ ہو۔ مگر میرے ہاں ان کا مقام اس قدر بلند ہوتا ہے کہ اگر یہ مجھ سے سوال کریں تو میں ان کے سوال کو پورا کر دیتا ہوں۔ (بخاری شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۶۳)

کیا ایسی حدیث بتوں کے حق میں ہے؟ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ قرآن مجید میں وہ آیات جن میں من دون اللہ آ جائے بس سمجھ جاؤ کہ اس سے مراد بت ہیں۔ جیسے ایک بندہ ایک دن مجھ سے کہنے لگا کہ جن نیک بندوں سے تم مدد مانگتے ہو تو یہ ایک مکھی کا پر بھی نہیں بنا سکتے۔ میں نے جواب دیا بھائی اس سے مراد بت ہیں۔ جو کچھ نہیں کر سکتے۔ بلکہ تخلیق میں یہ خود مخلوق کے محتاج ہیں۔

جہاں تک اللہ عزوجل کے نیک بندوں کا تعلق ہے۔ تو قرآن مجید میں ارشاد رب العالمین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡهِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ (آل عمران:۴۹ پارہ نمبر ۳)

ترجمہ کنزالایمان: میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے

میں نے کہا کہ تم مکھی کے پر کی بات کرتے ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو مٹی سے پرندہ بنا کر اڑا دیا۔ تو جن کو اللہ عزوجل طاقت عطا فرمائے۔ جن پر اپنا خصوصی کرم فرمادے۔ وہ بیماروں کو شفا بلکہ مردوں کو بھی زندہ فرمادیتے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ تسبیح ہاتھ میں پکڑی تھی۔ اسٹیشن پر گاڑی کا انتظار فرمارہے تھے۔ اتفاق سے ایک انگریز بھی انتظار میں اسٹیشن پر ٹہل رہا تھا۔ اس نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کر سوال کیا۔ کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔ اتفاق سے انگریز نے گلے میں پسٹل لٹکائی ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ میرا ہتھیار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ تسبیح میرا ہتھیار ہے۔ عیسائی نے پھر پوچھا کہ آپ کا ہتھیار کیا کام کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تیرا ہتھیار کیا کام کرتا ہے؟

اس عیسائی نے پسٹل نکالا درخت پر بیٹھے پرندے کو نشانہ بنایا اور فائر کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پرندہ پھڑ پھڑاتا ہوا زمین پر آگرا۔ اور مر گیا۔ انگریز نے بتلایا کہ میرا ہتھیار تو یہ کام کرتا ہے آپ بتلائیں کہ آپ کا ہتھیار کیا کام کرتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے درود پاک پڑھا اور اس پرندے پر تسبیح گھمائی۔ فوراً وہ پرندہ زندہ ہو کر اڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا ہتھیار یہ کام کرتا ہے۔

کیا کسی بت میں ایسی طاقت موجود ہے؟

یہ میں نے نمونے کے طور پر چند قرآنی آیات اور حدیث مبارک پیش کی ہیں۔ ورنہ اس کے لئے تو ایک علیحدہ دفتر درکار ہے۔

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

باقی عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ اتنے واضح دلائل کے باوجود جو بندہ اللہ عزوجل کے مقربین کو بتوں سے ملائے۔ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟

تو تقدیر کے بارے میں ذکر کر رہا تھا تقدیر کی دوسری قسم جو کہ نیک بندوں کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے۔ اس کو میں نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو اولیاء اللہ کے پاس جانے سے روکتے ہیں۔ بلکہ کفر و شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ جب ان پر کوئی مصیبت آ جائے تو یہ سب کچھ کر گزرتے ہیں۔ جیسے

ایک مرتبہ میں داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں معتکف تھا۔ ایک نوجوان جس کا چہرا بڑا نورانی تھا۔ ملاقات ہوئی اس نے اپنی زندگی میں مدنی انقلاب کا سبب بتایا۔ وہ آپ کی خدمت میں بھی پیش کرتا ہوں۔

اس نوجوان نے بتایا کہ میں فیصل آباد کا رہائشی ہوں۔ ہمارا خاندان بزرگان دین اولیاء اللہ کو نہیں مانتا تھا۔ اتفاقاً میرے ماموں بیمار ہو گئے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اور کہا اب اس کے لئے دعا ہی کراؤ۔ لہٰذا سب نے بھاگ دوڑ شروع کر

دی۔ ابتداء میں جو ہمارے مسلک کے تھے ان کے پاس گئے لیکن بات نہ بنی۔ پھر کسی نے پشاور میں بزرگ کا پتہ بتایا۔

ہمارے گھر والے پشاور پہنچ گئے بزرگوں نے کہا کیسے آئے ہو؟ میرے والد صاحب نے عرض کیا کہ میرے بھائی بیمار ہیں۔ انہوں نے فوراً بتلایا کہ کیا دیوبندی پیروں سے بات نہیں بنی جو یہاں آگئے ہو۔ پھر انہوں نے بتلایا کہ جاؤ تمہارا بھائی تندرست ہو چکا ہے۔ باقی تسلی کے لئے یہاں سے پانی بوتل میں لے جاؤ۔ جیسے ہی وہ پانی پئے گا کمزوری بھی دور ہوتی جائے گی۔ میرے والد صاحب سوچنے لگے یہ سب جھوٹ ہے۔ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا۔ ہم نے ویسے ہی وقت ضائع کیا۔ جو یہاں آگئے۔ لیکن جب وہ گھر میں پہنچے تو وہی مریض چار پائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ پھر جیسے جیسے پانی پیا وہ بالکل تندرست ہو گئے۔

اب گھر والے اس بات کو پوشیدہ رکھنے لگے کہ ان کو آرام کہاں سے آیا ہے۔ بہر حال میں نے کسی نہ کسی طریقے سے پتہ چلا لیا۔ گھر سے چوری میں بھی پشاور پہنچ گیا۔ جیسے ہی میں وہاں پہنچا تو مسجد کے باہر یا اللہ عزوجل اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر تھا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حلقہ لگا ہوا تھا۔ جیسے ہی میں وہاں بیٹھا۔ میرا قلب جاری ہو گیا۔ اندر سے اللہ ہو کی آواز آنے لگی۔ جس کی وجہ سے مجھ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد بزرگوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیسے آئے ہو۔ میری زبان سے فوراً نکلا کہ میں مرید ہونے آیا ہوں۔ انہوں نے فوراً جواب دیا کہ کیا دیوبندی پیر راس نہیں آئے۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ ہم تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے۔ یہ تو ان کے غلام ہیں اگر یہ میری باطنی کیفیت کو جانتے ہیں تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا ہو گی؟

میں فوراً سمجھ گیا کہ ہمارا عقیدہ باطل ہے۔ بزرگوں کا عقیدہ ہی درست ہے۔ میری تڑپ اور بڑھ گئی اور میں رونے لگا اور عرض کی کہ میں مرید ہوئے بغیر نہیں جاؤں گا۔ بہر حال انہوں نے مجھے اپنا مرید کیا۔ پھر مجھے کچھ وظائف بتلانے لگے۔ کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔ جن پر عمل کرنے سے میری زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہو گیا۔

یاد رکھیں جس طرح ڈاکٹر کے ہاتھ میں شفا اللہ عزوجل عطا کرتا ہے۔ اس وجہ سے ڈاکٹر کی قدر مخلوق کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ عزوجل اپنے نیک بندوں کو یہ کمال عطا فرما دیتا ہے کہ وہ پھونک ماردیں یا ہاتھ اٹھا دیں۔ اللہ عزوجل شفا عطا فرما دیتا ہے۔ بلکہ دعا کریں تو تقدیر بھی بدل جاتی ہے۔ اس طرح اللہ عزوجل کے نیک بندوں کی قدر مخلوق کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی لئے اللہ عزوجل نے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کو معجزات اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو کرامات سے نوازا ہے۔

یاد رکھیں کہ ایک ہوتا ہے حبیب اور ایک ہوتا ہے شریک۔ حبیب کی خاطر قانون بدل دیئے جاتے ہیں۔ حبیب کا اشارہ ہو تو سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کر دیا جاتا ہے۔ حبیب وہ ہے جس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی رب نے قبلہ تبدیل فرما دیا۔

حبیب کے پاس جانے سے رب تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اور جو شریک ہیں ان کی مخالفت کی جاتی ہے۔ ان کے پاس جانے سے رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

امام بری سرکار رحمۃ اللہ علیہ

راولپنڈی اسلام آباد میں مزار پر انوار جن کے بارے میں مشہور ہے کہ ایسے

افراد جن کو سزاء موت کا حکم ہو جاتا۔ ان کے اقرباء بزرگوں کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے سزائے موت پانے والا بری ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو امام بری سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے پکارا جانے لگا۔

عمرے کا ویزہ

بعض افراد اس کے تو قائل ہیں کہ جو افراد حیات ہوتے ہیں ان سے دعا کرانا جائز مگر جو انتقال فرما گئے ان سے دعا کروانا جائز نہیں۔ ان سے مدد لینا جائز نہیں۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی آیت مبارک پیش خدمت ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ (النحل: ۹۷ پارہ ۱۴)

ترجمہ کنزالایمان: جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم انہیں اچھی زندگی جلائیں گے۔

قرآن مجید نے ان کو حیات طیبہ سے نوازا ہے اس کے باوجود جو ان کو مردہ کہے اس کا کیا علاج ہونا چاہیے۔

۱۹۹۳ء میں عمرے کے ویزے کے حصول کے لئے راولپنڈی حاجی کیمپ جانا پڑتا تھا۔ جہاں خاصہ رش ہوتا تھا بلکہ لوگ وہاں کئی کئی دن قطاروں میں لگے رہتے تھے۔ پہلے وقت ویزے کے فارم دیئے جاتے تھے۔ اور دوسرے وقت میں جمع کیے جاتے تھے۔ حاجی کیمپ گولڑا موڑ کے قریب واقع ہے۔ پشاور مین روڈ جس کے دائیں طرف پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ جب کہ بائیں طرف حاجی کیمپ۔ وقت بچانے کے لئے میں نے سفارش تلاش کرنے کی کوشش کی۔ مگر کامیابی نہ

ہوئی۔ پہلا وقت اسی میں گزر گیا۔ مایوس ہو کر جب گھر واپس پلٹنے لگے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے اکیلے ہی حاجی کیمپ جانا ہے۔ انہوں نے کہا اب جانے کا کیا فائدہ؟ فارم تو ملیں گے نہیں۔ میں نے ضد کی اور خود ہی گولڑا موڑ کی طرف روانہ ہوا اسٹاپ پر اتر کر میں نے گولڑا شریف کی طرف منہ کیا اور پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی اگر آج ویزا لگ جائے تو میں شکرانے میں آپ کے دربار پر حاضری دوں گا۔ جب میں حاجی کیمپ پہنچا تو وہاں فارم جمع کرانے کے لئے کھڑکی کے آگے قطار موجود تو تھی مگر فارم ملنے والی کھڑکی بالکل خالی اور بند تھی۔ میں نے پوچھا تو بتلایا گیا کہ نماز ظہر کا وقفہ ہے۔ اور نماز کے بعد یہ کھڑکی نہیں کھلتی۔ لہٰذا یہاں افراد موجود نہیں۔

بہرحال میں تھوڑی دیر وہاں کھڑا رہا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہی کھڑکی ایک دم کھل گئی۔ جو افراد ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے وہ جلدی جلدی قطار میں لگ گئے۔ میں بھی اسی قطار میں لگ گیا۔ میرے آگے پانچ چھ افراد تھے۔ کھڑکی والوں نے خلاف معمول فارم دینے شروع کر دیئے۔ اتنے میں میرے پیچھے لمبی قطار لگ گئی۔ لیکن آپ حیران ہوں گے کہ جیسے ہی مجھے فارم ملا کھڑکی فوراً بند کر دی گئی۔ میں نے فوراً ہی فارم پُر کرایا اتنے میں دوسری جانب ایک اسلامی بھائی بولا حافظ صاحب میں نے قطار میں آپ کی جگہ رکھی ہوئی ہے۔ جلدی سے آ جائیں اسلامی بھائی قطار سے باہر آ گیا اور میں اس کی جگہ کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں انہوں نے کاغذات جمع کرانے کے بعد رسید جاری کر دی۔

یعنی جس کو رسید مل جاتی سمجھو کہ اس کا ویزہ لگ گیا۔ ابھی میں حاجی کیمپ سے باہر ہی آ رہا تھا کہ ایک ٹیکسی والا مجھ سے کہنے لگا۔ آپ گولڑا شریف جانا چاہتے ہیں

تو گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ میں خالی ہی جا رہا ہوں پیسے ہوں گے تو دے دینا۔ ورنہ پھر بھی بیٹھ جائیں۔ میں اس کی گاڑی میں سوار ہوا تھوڑی ہی دیر میں دربار شریف پہنچ گیا۔ بڑی تسلی سے حاضری دی اور پھر نماز عصر ادا کی۔ جب واپس اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو ان کو رسید دکھائی وہ کہنے لگے یہ جعلی ہو سکتی ہے۔ ہم نہیں مانتے کہ اتنی جلدی تمہارا کام ہو گیا۔ واقعی کرامت اور معجزہ کہتے ہی اس کو ہیں جو انسان کی عقل کو عاجز کر دے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ سوات کے علاقہ میں مدین ایک شہر ہے۔ اس میں مدنی قافلہ لے کر گیا۔ وہاں کی مسجد کی انتظامیہ کے صدر سے گفتگو ہو رہی تھی۔ دوران گفتگو میں نے ان سے کہا کہ بعض افراد کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے نیک بندے انتقال کر جاتے ہیں وہ ہماری مدد نہیں کر سکتے۔ یقین جانئے اس نے بڑے سخت الفاظ کہے کہ جو یہ عقیدہ رکھے وہ میرے نزدیک ایمان دار ہی نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کی دلیل میری ذات ہے۔ پھر اس نے واقعہ بیان کیا۔

اس کی والدہ کو اٹھرا کا مرض لاحق تھا۔ کہ بچہ پیدا ہوتا پھر دو سال کے اندر فوت ہو جاتا۔ بڑے علاج کروائے مگر بے سود۔ ایک دن والد صاحب سو رہے تھے کہ خواب میں کسی نے بشارت دی کہ تم پریشان کیوں ہوتے ہو۔ اسپنگری بابا (پشتو میں سفید داڑھی والے کو بولتے ہیں۔ وہاں ان کے قریب مزار تھا جو بڑے مشہور بزرگ ہیں) کے دربار پر کیوں نہیں جاتا۔ کہنے لگے جیسے ہی صبح ہوئی میرے والد صاحب نے اپنے بیٹے (جو کہ قریب المرگ تھا) کو ساتھ لیا دربار شریف روانہ ہونے لگا تو بچہ پکارا اٹھا۔ ابا وہ دیکھو ایک بڑا جن اسپنگری بابا کو گالیاں دے رہا ہے۔ بہر حال میرے

والد صاحب نے پرواہ نہ کی بلکہ دربار شریف روانہ ہو گئے۔ جیسے ہی دربار شریف کی حدود میں داخل ہوئے بچہ پکار اٹھا ابا وہ دیکھو اسپنگری بابا نے اس جن کا سرتن سے جدا کر دیا ہے۔ کہنے لگا اس کے بعد میرا بھائی تندرست ہونے لگا۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے میرے والد صاحب کو چھ بیٹے عطا فرمائے۔ جو کہ الحمد للہ عزوجل آج تک سلامت ہیں۔ اگر کوئی اس واقعہ کی تصدیق کرنا چاہیے تو آج بھی مدین شہر میں جا کر اس واقعہ کی تصدیق کر سکتا ہے۔

اسی طرح معراج شریف کی رات اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے 50 نمازوں کا تحفہ دیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد سے پانچ رہ گئیں۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پردہ فرما چکے تھے۔ ایسے واضح دلائل کے باوجود اگر کوئی انکار کرے تو اس کے لئے دعا ہی کی جا سکتی ہے۔

لاہور میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار جہاں آج بھی حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ موجود ہے۔ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر انہوں نے چلہ کیا۔ جب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے نوازا تو پکار اٹھے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا　　　　ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

حق بات جتنی بھی چھپاؤ آخر ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے مریدوں کے ہمراہ حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ولی ہند المعروف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر تھے کہ ایک گویا اس بات کی بار بار تکرار کر رہا تھا کہ

غریبوں کی تو سنتا نہیں تو نام کیوں رکھا ہے غریب نواز؟

اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے تو انہوں نے اس گویے کے ہاتھ میں کچھ دیا گویہ خاموش ہوگیا۔ اتنے میں خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور گویے کے ہاتھ چومنے لگے۔ مریدین بہت حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

تھوڑی دیر کے بعد خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ اس گویے کی چار بیٹیاں جوان تھیں شادی کے لئے کوئی اسباب نہیں تھے۔ جب ہر طرف سے مایوس ہوگیا تو اس نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضری دی اور رٹ لگائی شروع کی کہ میں غریب ہوں اگر آپ غریبوں کی سنتے نہیں تو پھر نام غریب نواز کیوں رکھوایا ہے۔ اس کے یہ جملے سن کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لائے اور اس کو رقم دے کر گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ خاموش ہوگیا۔ میں نے سوچا کہ جس ہاتھ کے ساتھ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ مس کر گیا ہے۔ میں ان ہاتھوں کو بوسہ کیوں نہ دے لوں۔

بہرحال یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ عزوجل کی عطا سے اس کے نیک بندے حاجت روائی اور مشکل کشائی کرتے ہیں۔ ان کو یہ مقام اللہ عزوجل نے عطا فرمایا ہے۔ ان سے مدد مانگنا بالواسطہ اللہ عزوجل سے مدد مانگنا ہے۔ بلکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھتے ہیں کہ

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں
بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

اسی طرح قیامت کے روز ہماری نجات ہوگی تو سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے آپ ﷺ کی شفاعت سے ہی ہوگی۔

کہیں گے سارے نبی اذھبوا الی غیری
میرے کریم کے لب پہ انا لہا ہوگا

میدان محشر میں سب اکٹھے ہوکر حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ کہ ہماری شفاعت فرمائیں۔ آپ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ یہاں تک کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام یہی ارشاد فرمائیں گے۔ پورے میدان محشر میں صرف پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہوگی جن کے لب پر آنا الہا ہوگا۔ آپ ﷺ ارشاد فرما رہے ہوں گے ہاں آؤ میں ہی تمہاری شفاعت کروں گا۔

اس لئے اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اللہ عزوجل اپنے نیک بندوں کو یہ شان عطا فرماتا ہے کہ ان کے ہاتھ اٹھ جائیں تو تقدیر بدل جاتی ہے۔ بلکہ ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک مصیبت زدہ حاضر ہوا۔ اور دعا کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اٹھائے اور پھر چہرے پر پھیر دیئے۔ اس پریشان حال بندے نے عرض کی حضرت صاحب اتنی جلدی میں آپ نے اللہ عزوجل سے کیا مانگا ہے؟ قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل یہ نہیں دیکھتا کہ کیا مانگ رہا ہے بلکہ دیکھتا ہے

کہ ہاتھ کس کے اٹھے ہیں۔

تقدیر کی دوسری قسم جو کہ دعا سے ٹل جاتی ہے اس کو مشابہ مبرم کہتے ہیں۔

تقدیر کی تیسری قسم

تقدیر کی تیسری قسم کو مبرم حقیقی کہتے ہیں۔ اس قسم کی تقدیر نہ تو صدقہ دینے سے ٹلتی ہے۔ نہ ہی دعاؤں سے ٹلتی ہے۔

بہر حال اسلام نے اس مقام پر ہمیں مایوس ہو بیٹھنے کی طرف اشارہ نہیں فرمایا۔ بلکہ بتایا کہ اگر تجھ پر کوئی مصیبت آجائے تو صدقہ دو اور اگر پھر بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا تو خود بھی دعا کرو اور نیک لوگوں سے بھی دعا کراؤ۔ اور اگر پھر بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں۔ اور اگر پھر بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا تو مایوس نہ ہوں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ اس تکلیف میں میرے لئے بھلائی موجود ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے۔ وہ ماں جو یہ نہیں چاہتی کے میرے لعل کو کانٹا بھی چبھے وہ ماں کب چاہتی ہے کہ میرا بیٹا مصیبت میں مبتلاء ہو۔ لیکن آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ ماں جو اپنے بیٹے کو کانٹا نہیں چبھنے دیتی۔ یہی بیٹا جب بیمار ہو جاتا ہے تو ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہے۔ ڈاکٹر اس کو ٹیکہ لگانا چاہتا ہے۔ بچہ نہیں چاہتا کہ اس کے جسم میں سوئی داخل کی جائے۔ چلاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ اب یہی ماں زبردستی اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر اس کے نرم ونازک بدن میں سوئی داخل کرواتی ہے۔ یہی ماں بچے کو سکول بھیجتی ہے۔ حالانکہ اس کے علم میں ہے کہ بچے کو جدا کر رہی ہوں راستے میں حادثہ پیش آسکتا ہے۔ پھر سکول میں لڑائی بھی ہو سکتی ہے۔ بچے کی پٹائی بھی ہو سکتی ہے۔ پھر امتحان کا خوف بھی ہوگا لیکن ماں

زبردستی بچے کو سکول بھیج رہی ہے۔ کیا اب اس کے دل سے اولاد کی محبت نکل گئی ہے؟ کیا اب یہ ظالم ہوگئی ہے بالکل ایسا نہیں ہے۔ بلکہ آپ سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر کا ٹیکہ لگانا پھر زبردستی کڑوی دوائی بچے کے حلق سے انڈیلنا۔ بچے کو سکول بھیجنا ان تمام کاموں میں بچے کی بھلائی پیش نظر ہوتی ہے۔ کہ بچہ دوائی کھائے گا۔ تندرست وتوانا ہو جائے۔ تعلیم حاصل کر کے اچھی جگہ پہنچ جائے گا۔ جس سے اس کی دنیا بہتر ہو جائے گی۔ لہذا تمام تکلیفوں میں بچے کی بھلائی پیش نظر ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح سمجھ لیں کہ اللہ عزوجل کی طرف سے جب کوئی مصیبت آجائے۔ تو اللہ عزوجل کو معاذ اللہ ظالم نہیں کہنا۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اس میں بھی میری بھلائی موجود ہے۔

حدیث مبارک میں ہے کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ میری مخلوق میں کچھ ایسے افراد ہیں جو غریب ہوتے ہیں میں ان کو غریب ہی رکھتا ہوں۔ کچھ امیر ہوتے ہیں میں ان کو امیر ہی رکھتا ہوں۔ بعض ایسے افراد ہیں کہ جن کو میں بیمار رکھتا ہوں اور تندرستی نہیں دیتا۔ اور بعض تندرست رہتے ہیں میں ان کو بیمار نہیں کرتا۔ اس میں حکمت یہ بتلائی کہ میرے علم میں ہے اس امیر بندے نے امیر ہوکر غرور اور تکبر کی وجہ سے اپنی عاقبت کو برباد کر لینا ہے۔ اسی طرح بعض امیروں کو غریب نہیں کرتا کہ انھوں نے غربت دیکھی ہی نہیں غربت برداشت نہ کرسکیں گے ناشکرے بن کر عاقبت کو برباد کر بیٹھیں گے۔ اسی طرح بعض بیماروں کو تندرست نہیں کرتا میرے علم میں ہے کہ تندرست ہو کر یہ مجھے بھلا دیں گے نافرمان ہو کر عاقبت کو برباد کر بیٹھیں گے۔ اسی طرح بعض تندرست افراد کو بیمار نہیں کرتا اسی لئے کے انھوں نے بیماری میں مبتلا ہو کر دیکھا ہی نہیں بیماری برداشت نہ کرسکیں گے ناشکری کر کے عاقبت کو برباد کر بیٹھیں گے۔

اس حدیث پاک سے ہمیں درس ملتا ہے کہ بندے کو ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہی ادا کرتے رہنا چاہیے۔

ہر دم وردِ زبان

ایک بزرگ کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر وقت اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے کہا بابا جی آپ ہر وقت شکر ہی ادا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ عزوجل سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے وجہ کیا ہے؟ انھوں نے بڑا پیارا جواب دیا فرمانے لگے میں ناقص ہوں میری عقل بھی ناقص ہے۔ اللہ عزوجل کی ذات اعلیٰ ہے۔ اور وہ ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے۔ تو رب تعالیٰ جو کچھ مجھے دے رہا ہے۔ مجھے کیا ضرورت کہ کہوں کہ ایسے نہیں ایسے کر دے۔ میں تو بس یہی کہتا ہوں یا اللہ تیرا شکر ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں بھی اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۝ (ابراھیم : ۷ پارہ نمبر ۱۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔

اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنے میں فائدہ ہے۔ اور ناشکری میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ ویسے دیکھا جائے تو ہم ناشکری کر کے اللہ عزوجل کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بلکہ اپنی ہی دنیا اور آخرت برباد کریں گے۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے رہیں۔

نسخہ کیمیاء

شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بندہ زبان سے شکر ادا کرتا رہے۔ لیکن اصل شکر یہ ہے کہ بندہ اللہ عزوجل کا دل سے شکر ادا کرتا رہے۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دنیاوی آسائشوں کے لحاظ سے بندہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھے اور عبادات کے لحاظ سے بندہ اپنے سے اوپر والوں کو دیکھے۔ اگر اس نسخہ پر عمل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بندے کی دنیا و آخرت سنور جائے گی۔

لیکن افسوس کے ہم اس کا الٹ کرتے ہیں۔ دنیاوی آسائشوں کے لحاظ سے اپنے سے اوپر والے کو دیکھتے ہیں۔ ایک پیدل چلنے والا سائیکل والے کو دیکھ رہا ہے۔ اور سائیکل والا موٹر سائیکل والے کو۔ اور موٹر سائیکل والا کار والے کو۔ کار والا پجارو والے کو۔ اس طرح کسی کے پاس پانچ مرلے کا مکان ہے تو وہ دس مرلے والے کو اور دس مرلے والا کوٹھی والے کو دیکھ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے بندہ اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنے کی بجائے گلہ شکوہ اور ناشکری کے الفاظ ادا کرتا ہے۔ کہ اے مالک و مولا! عزوجل تو نے ان کو دے دیا مجھے کیوں محروم رکھا۔ اگر یہی بندہ کار میں سفر کرنے والا ہے موٹر سائیکل والے کو دیکھے اور موٹر سائیکل سوار سائیکل والے کو دیکھے اور پھر سائیکل والا پیدل چلنے والے کو دیکھے تو پھر اللہ عزوجل کا دل سے شکر یہ ادا کرے گا۔

اور عبادات کے لحاظ سے ہم اپنے سے نیچے والے کو دیکھتے ہیں۔ جیسے ایک بندے سے میں نے کہا بھائی تم نماز ادا کیا کرو۔ کہنے لگا حافظ صاحب میں تو ہزاروں سے بہتر ہوں۔ اس لئے کہ میں تو پھر بھی عید کے عید نماز پڑھ لیتا ہوں کئی ایسے افراد ہیں

جو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتے۔ بات تو اس نے صحیح کی کہ کئی ایسے افراد ہیں جو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتے لیکن اپنے آپ کو اچھا سمجھنا یہ شیطان کا طریقہ ہے۔ اس نے کہا تھا کہ میں بہتر ہوں۔ اللہ عزوجل کو اس کی یہ بات پسند نہ آئی۔ اور فرمایا کہ نکل جا۔ قیامت تک تجھ پر لعنت برستی رہے گی اور جس نے کہا

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ﱡ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (الاعراف: ۲۳ پارہ ۸)

ترجمہ کنزالایمان: دونوں نے عرض کی اے رب میرے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔

اللہ عزوجل نے توبہ بھی قبول فرمائی اور سربلندی بھی عطا فرمائی۔

اس کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ اگر ہم عید کی نماز پڑھتے ہیں تو اس کو دیکھیں جو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتا بلکہ اگر ہم عید نماز پڑھتے ہیں تو اس کو بھی دیکھیں جو جمعہ بھی ادا کرتا ہے۔ اور اگر جمعہ پڑھتے ہیں تو اس کو دیکھیں جو نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ اور اگر نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں تو اس کو دیکھیں کہ جو تہجد۔ چاشت۔ اشراق وغیرہ ادا کرتا ہے۔ اور اگر ہم تہجد، اشراق، چاشت بھی ادا کرتے ہیں تو پھر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھیں جنہوں نے چالیس سال تک متواتر عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی۔

ایسا کرنے سے ہمیں اپنی عبادات میں کوئی وقعت نظر نہیں آئے گی۔ اور جو بندہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا۔ وہ اللہ عزوجل کی نظر میں کچھ بن جاتا ہے۔ اور جو اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہے۔ وہ اللہ عزوجل کی نظر میں کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ عزوجل اپنے کرم سے ہماری سوچ ایسی مدنی سوچ بنادے۔

دل سے شکر کیسے ادا ہو

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ پیدل سفر کر رہے تھے ان کا جوتا ٹوٹ گیا۔ ننگے پاؤں چلنے لگے جب پاؤں میں پتھر اور کانٹے چبھے تو دل میں شکوہ کرنے لگے اور عرض کرنے لگے اے مالک ومولا عزوجل میں تیرے راستے میں سفر کر رہا ہوں تو تو نے مجھے جوتا بھی نہیں دیا۔ اس سوچ میں چلتے جا رہے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہوا۔ جب نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک بندہ مسجد کے دروازے میں بیٹھا ہوا ہے۔ جس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ اسی وقت سجدے میں گر گئے اور اللہ عزوجل کا دل سے شکر ادا کرنے لگے۔ اے مالک ومولا عزوجل پھر کیا ہوا تو نے مجھے جوتا نہیں دیا ٹانگیں تو دے دیں اگر تو ٹانگیں بھی نہ دیتا تو میں تیرا کیا بگاڑ سکتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہو سکے تو ہفتے میں ورنہ مہینے میں ایک چکر ہسپتال کا ضرور لگا لیا کرو۔ پھر دیکھنا کتنے حسین وجمیل مالدار چلا رہے ہوں گے۔ کراہ رہے ہیں۔ کسی کا ہاتھ نہیں تو کسی کی ٹانگ نہیں۔ کوئی ذہنی مریض بن چکا ہے۔ اس وقت سوچو اگر اللہ عزوجل ہمیں اس بیڈ پر ڈال دے تو ہم اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ لہٰذا اللہ عزوجل کا دل سے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ دنیاوی لحاظ سے اپنے سے کم کو دیکھو۔ اگر آپ ایک لاکھ مہینے کا کماتے ہیں تو اس کو دیکھو جو دس ہزار مہینے کا کما رہا ہے۔ اور دس ہزار والا پانچ ہزار والے کو دیکھے اور پانچ ہزار والا اس کو دیکھے جو نوکری کی تلاش میں مارے مارے پھر رہا ہے۔ اس کو ملازمت ہی نہیں مل رہی۔ یا اڈے پر کھڑے اس مزدور کو دیکھو۔ جو صبح آ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کوئی لینے نہیں آتا یہ واپس خالی ہاتھ گھر چلا جاتا ہے۔

اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی تکلیف آجائے تو اس میں بھی بہتری کی صورت تلاش کرے۔ یقیناً اس میں ہماری بھلائی ہی ہوگی۔

توکل کی دولت

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ توکل کے بڑے بلند درجے پر پہنچے ہوئے تھے۔ کسی نے سوال کیا حضرت صاحب آپ نے توکل کہاں سے سیکھا۔ کہنے لگا میں نے ایک نائی (حجام) سے سیکھا۔ وہ بڑا حیران ہوا پوچھنے لگا وہ کیسے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب میں حجام کے پاس جاتا ہوں تو وہ میری داڑھی کا خط بنانے کے لئے تلوار سے بھی زیادہ تیز دھار استرا میری شہ رگ پر رکھ دیتا ہے۔ لیکن میں پرسکون بیٹھا رہتا ہوں حالانکہ وہ تھوڑا سا اشارہ کرے میری شہ رگ کٹ سکتی ہے۔ لیکن میں شور نہیں مچاتا۔ اس لئے کہ مجھے یقین ہے کہ یہ مجھے سنوارے گا۔ مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ تو میں نے سوچا کہ اگر میں ایک نائی پر اتنا اعتماد کر سکتا ہوں تو اللہ عزوجل جو کہ ستر ماؤں سے زیادہ ہر بندے سے پیار کرتا ہے اس پر اعتماد کیوں نہ کروں۔ لہٰذا جب اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی آزمائش آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری بہتری کے لئے مجھے سنوارنے کے لئے ہے۔ میرے نقصان کے لئے نہیں۔

دعا کرو تکلیف اور زیادہ ہو

میرے ایک دوست کے والد صاحب بیمار ہو گئے۔ (اللہ عزوجل ہر مسلمان کو بیماریوں سے محفوظ رکھے) بیماری کے ساتھ ساتھ سخت تکلیف اور بے چینی کا شکار ہو گئے۔ یعنی ایک پل بھی ان کو سکون نہیں آتا تھا مسلسل چلا رہے ہیں۔ مجھے ان کی حالت دیکھ کر بڑا ترس آیا۔ لہٰذا ایک اہل نظر بزرگ سے دعا کی اپیل کی گئی۔ تو انہوں نے

آگے سے جواب دیا۔ کہ بھائی دعا کرو اللہ عزوجل اس کو اور زیادہ تکلیف میں مبتلا کرے۔ میں بڑا پریشان ہو گیا۔ کہ بزرگ کیا فرما رہے ہیں ۔ پھر فرمانے لگے کہ اگر تم اس کی جوانی کے عالم میں کرنے والے گناہوں کی طرف دیکھو تو دعا کرو گے کہ اللہ عزوجل اس کو اس دنیا میں مزید تکلیف دے دے۔ تا کہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔

دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ انسان کو کسی حال میں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اور اگر دعا قبول نہیں ہو رہی تو اس میں بھلائی سمجھے۔ کیونکہ حدیث مبارک میں ہے کہ دعا کسی بھی صورت میں ضائع نہیں کی جاتی۔ بلکہ تینوں میں ایک صورت ضرور بن جائے گی۔

1-دعا کی برکت سے بندے کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

2-اس دعا کے بدلے بندے پر آنے والی مصیبت ٹال دی جائے گی۔

3-یا اس دعا کو آخرت کے لئے محفوظ کرلیا جائے گا۔(الترغیب والترھیب جلد۲ صفحہ۳۱۵)

کاش دنیامیں میری کوئی دعاقبول نہ ہوتی

حدیث مبارک میں ہے کہ قیامت کے روز وہ دعائیں جو ہم نے اللہ عزوجل سے مانگیں اور وہ دنیا میں قبول نہ ہوئیں۔ ان پر آخرت میں جب اجر دیا جائے گا وہ اتنا زیادہ ہوگا کہ بندہ خواہش کرے گا کاش میری دنیا میں کوئی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی۔ سب کا اجر مجھے آج آخرت میں ہی مل جاتا۔

مصیبت آنے کی وجہ

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد رب العالمین ہے کہ

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ (الشوریٰ: ۳۰ پارہ ۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا۔ اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

بندے کو جو مصیبت آتی ہے وہ اس کے اعمال کی وجہ سے آتی ہے۔ بندہ اپنے اعمال کا جائزہ لے اور اپنے آپ کو سنوارنے کی کوشش کرے۔

علامہ اقبال نے بھی اپنے شعر میں کہا کہ

صورت شمشیر ہے دست قضاء پہ وہ قوم
کرتی ہے جو ہر لحہ اپنے عمل کا حساب

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جو بندہ اپنا احتساب کرتا رہتا ہے اپنے اعمال کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔ اس بات کا تجزیہ کرتا رہتا ہے۔ کہ میں نے فلاں اچھا کام کیا اس کا مجھے یہ فائدہ ہوا۔ اور برا کام کرنے سے مجھے یہ نقصان ہوا۔ اب وہ اپنے آپ کو برائیوں سے بچاتا ہے اور نیک اعمال کثرت سے کرتا ہے۔ ایسے بندے کو اللہ عزوجل وہ مقام عطا فرماتا ہے کہ جس کی نشاندہی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

منزل کی جستجو میں کیوں پھر رہا ہے راہی
اتنا عظیم ہو جا کہ منزل تجھے پکارے

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولینا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے اس سلسلے میں فکر مدینہ کی ترغیب دلائی جس کا مطلب ہے کہ روزانہ تھوڑی دیر کے لئے ہم اپنا محاسبہ کریں کہ کل ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ اور آئندہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ فکر مدینہ کو عملی شکل دینے کے لئے انہوں نے 72 مدنی انعامات کا کارڈ دیا۔ جس میں روزانہ کرنے والے بھی اعمال موجود ہیں۔ اور ہفتہ وار کرنے والے بھی۔ اور سال میں کرنے والے اعمال موجود ہیں۔

مدنی التجاء

عمل کرنا نہ کرنا بعد کی بات ہے میری مدنی التجاء ہے۔ کہ آپ اس کارڈ کو ایک مرتبہ غور سے پڑھیں ضرور۔ پھر آپ کو اس کی اہمیت کا پتہ چلے گا۔ جب اہمیت دل میں پیدا ہوگی تو عمل کرنا آسان ہوگا۔

پیارے اسلامی بھائیو! جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں جب کہ بے حیائی سر عام ہے۔ گناہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ نیکی کرنے والے کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس دور میں ضرورت ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ ایک سمجھانے والا موجود ہو۔ جو ہر وقت اس کی اصلاح کرتا رہے۔ ہر مسلمان کے ساتھ ایک مبلغ دینا تو مشکل کام تھا۔ مولینا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے مبلغ کی بجائے مدنی انعامات کا کارڈ عطا فرما دیا۔ یہ کارڈ آپ سے روزانہ سوال کرے گا کہ آج آپ نے کتنی نمازیں باجماعت تکبیر اولی کے ساتھ پہلی صف میں ادا کی ہیں۔ اور کتنے اسلامی بھائیوں کو نماز ادا کرنے کے لئے ساتھ لے گئے ہیں۔ یعنی بے نمازیوں

کو نمازی بنانے کی کوشش کی ہے۔

پھر فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل میں تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین ادا کرنے کی ترغیب اسی طرح روزانہ قرآن مجید کی تلاوت اور کنزالایمان سے ایک رکوع ترجمہ اور تفسیر پڑھنا الغرض یہ کارڈ ہماری دینی و دنیاوی اخروی زندگی کو بہتر بنانے میں ہمارا مددگار رہوگا۔

بلکہ میں کہتا ہوں اس دور میں اگر کوئی اللہ عزوجل کا دوست (ولی اللہ) بننا چاہتا ہے تو اخلاص کے ساتھ اس کارڈ کو پر کرنا شروع کر دے۔ انشاء اللہ عزوجل جلد کامیابی ہوگی۔

☆......☆......☆......☆

شادی کی دعوت میں ثواب کمانے کا مدنی نسخہ

شادی میں جہاں بہت سارا مال خرچ کیا جاتا ہے وہاں دعوت طعام کے اندر خواتین و حضرات میں ایک ایک مدنی بستہ (Stall) لگوا کر حسب توفیق مدنی رسائل و پمفلٹ اور سنتوں بھرے بیانات کی کیسٹیں مفت تقسیم کرنے کی ترکیب فرمایئے۔ اور ڈھیروں نیکیاں کمایئے۔

نوٹ: سوئم، چہلم و گیارھویں شریف یا محفل میلاد کی نیاز کی دعوت وغیرہ مواقع پر بھی ایصال ثواب کے لئے اسی طرح لنگر رسائل و کتب کے مدنی بستے لگوایئے۔ اور ڈھیروں ثواب کمائیں۔ خواہش مند اسلامی بھائی خصوصی رعائت حاصل کرنے کے لئے رابطہ فرمائیں۔ 0300/0321-9461943,0321-9226463

اللہ عزوجل کے دوست کی پہچان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فضائل درود شریف

پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز میرا ایک امتی پل صراط سے گذر رہا ہوگا۔ اچانک اس کا پاؤں پھسلے گا وہ دوزخ میں گرنے لگے گا ایک نور آئے گا جو اس کو سہارا دے گا۔ اس کو دوزخ میں گرنے سے بچائے گا۔ اور پل صراط سے پار کرائے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ نور کاہے کا ہوگا؟ جو بندے کو دوزخ میں گرنے سے بچالے گا۔ تو پیارے آقا ﷺ نے فرمایا وہ مجھ پر پڑھے ہوئے درود پاک کا نور ہوگا۔ جو دوزخ میں گرنے سے بچالے گا۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا کہ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(یونس: ۶۲، پارہ ۱۱)

ترجمہ کنز الایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

اللہ عزوجل کے دوستوں پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہر کوئی دعویٰ کر دے کہ میں اللہ عزوجل کا دوست ہوں۔ یہودی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ

عزوجل کے پیارے ہیں۔ اسی طرح عیسائی بلکہ ہندو سکھ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کے پیارے ہیں۔ اب کیسے پتہ چلے کہ دعویٰ میں کون سچا ہے۔ دنیا میں سب سے افضل کتاب قرآن مجید فرقان حمید ہے۔ جو کہ اللہ عزوجل کا کلام ہے۔ اور اس میں نہ تبدیلی آسکتی ہے نہ آسکے گی۔ قرآن مجید میں ارشاد رب العالمین ہوتا ہے کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ (الحجر: پارہ ۱۴)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اللہ عزوجل نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہوا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی سب سے افضل تفسیر وہ ہوگی جو قرآن سے ہی کی جائے گی۔ یعنی قرآن پاک کی ایک آیت کی تفسیر قرآن پاک کی دوسری آیات سے کی جائے گی۔ تو اللہ عزوجل نے فیصلہ فرمادیا۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝ (آل عمران: ۳۱ پارہ ۳)

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ عزوجل کا دوست

پتہ چلا کہ اللہ عزوجل سے محبت کرنے والا وہی ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا۔ اسی طرح اللہ عزوجل کا دوست کون ہے اللہ عزوجل نے اس کی پہچان خود ہی بتادی۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ (یونس: ۶۳ پارہ ۱۱)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

کہ میرا دوست وہی ہوگا جس کے پاس دولت ایمان اور تقوٰی اور پرہیزگاری کی دولت ہوگی۔ یہی معیار ہے اللہ عزوجل کے دوست کی پہچان کے لئے۔ مگر افسوس ہم نے قرآن مجید کی تعلیمات کو چھوڑ کر خود ساختہ معیار مقرر کرلیا ہے۔ جس کے نتائج غلط نکل رہے ہیں۔

مثلاً جو ہمارے دل کی باتیں بتلادے جو پیسے ڈبل کرکے دکھادے۔ ہم سمجھ جاتے ہیں کہ یہ اللہ عزوجل کا ولی ہے۔ چاہے اس کے پاس دولت ایمان بھی ہو یا نہ ہو۔ اور تقوٰی اور پرہیزگاری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ہم خود نماز نہیں پڑھتے لہٰذا کوشش کرتے ہیں کہ پیر وہ ملے جو ہمیں روزے بھی معاف کرادے۔

ایک اہم مناظرہ

ایک مرتبہ ایک حافظ قرآن سے اسلامی بھائی نے ملاقات کروائی۔ اور بتایا کہ یہ نمازی بھی تھا اور تراویح میں قرآن پاک سنایا کرتا تھا۔ لیکن ایک پیر صاحب کی صحبت میں ایسا بیٹھا کہ نمازیں بھی چھوڑ گیا اور قرآن پاک پڑھنا بھی بھول گیا۔ جب میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہمارے پیر صاحب اللہ عزوجل کا دیدار کرواتے ہیں۔ تو نیکیاں تو دیدار کے لئے کی جاتی ہیں۔ جب دیدار ہی ہوگیا تو نیک اعمال کی کیا ضرورت۔ پھر کہنے لگا کہ آپ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں ہم سدا ہی نماز میں ہیں۔ میں نے سمجھایا لیکن وہ کہنے لگا کہ ہمارے پیر صاحب بڑے اہل علم وعمل ہیں۔ اگر آپ ان سے ملاقات کرلیں تو آپ بھی ان کے گرویدہ ہوجائیں گے۔ میں نے کہا اگر آپ کے

پیر صاحب مجھے متاثر نہ کر سکے تو تم پیر صاحب کو چھوڑ کر میری بات مانو گے۔ کہنے لگا ہاں۔ اتنے میں اسلامی بھائی نے تحریر لکھ دی اور دونوں کے دستخط کروا لئے۔ اگلے دن میں نے حافظ کو ساتھ لیا اور ان کے پیر صاحب کے پاس چلے گئے۔

سلام دعا کے بعد میں نے بڑے ادب سے عرض کی کہ حضرت صاحب میں آپ کی خدمت میں ایک مقصد لے کر آیا ہوں۔ بولے بتلاؤ۔ میں نے کہا کہ حضرت صاحب جب کسی کی کوئی بات نہ مانے تو پھر اس سے وہ کہلوایا جاتا ہے جس کا وہ ادب کرتا ہو۔ بات اصل میں یہ ہے کہ حافظ صاحب نہ تو نماز پڑھتے ہیں نہ ہی قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ میری بات تو یہ مانتے نہیں آپ کا یہ ادب کرتا ہے۔ آپ اس کو نماز کی تلقین کریں اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی بھی نصیحت کریں۔

میری اتنی بات سن کر وہ جلال میں آ گیا اور کہنے لگا میں اس کو کیوں نماز پڑھنے کا کہوں۔ میں نے پھر بڑے ادب سے کہا کہ آپ اس لئے اس کو نیکی کی دعوت دیں کہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ اور قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ال عمران: ۱۱۰ پارہ ۴)

ترجمہ کنزالایمان: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

ایک دم جھنجلا کر کہنے لگا او مولوی مجھے قرآن پڑھ کر سناتا ہے۔ میں نے کہا قرآن پاک اللہ عزوجل کا کلام ہے۔ اس لئے پڑھتا ہوں۔ کہنے لگا کیا ڈاکٹر

اقبال نماز پڑھتا تھا۔ میں نے عرض کی جناب ہم نے کلمہ شریف ڈاکٹر اقبال کا نہیں بلکہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پڑھا ہے۔ ہمارے اوپر اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت واجب ہے۔ نہ کہ ڈاکٹر اقبال کی اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب: ۷۱، پارہ ۲۲)

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

پھر بولا کہ تم قرآن مجید پڑھ کر مجھے ڈرا رہے ہو۔ اتنے میں چند فارسی کے شعر پڑھنے لگا۔ اور مجھے کہنے لگا کہ تم پانچ نمازیں پڑھتے ہو جبکہ ہم سدا ہی نماز میں رہتے ہیں۔ تم تو دکھاوے کی نمازیں پڑھتے ہم دل کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ میں نے عرض کی جناب دل کی نماز کے لئے تو مسجد کی ضرورت نہیں۔ اس لئے آپ مسجد میں جاتے نہیں۔ کہنے لگا بالکل درست ہے۔ تو میں نے عرض کی جناب پھر سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کیوں بنائی۔ مدینہ منورہ میں آج بھی مسجد نبوی شریف موجود ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محراب و منبر۔ اس کے علاوہ مسجد قبلتین، مسجد جمعہ، مسجد حرام، مسجد قباء وغیرہ بلکہ قرآن مجید میں بھی مساجد کا ذکر آیا ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى (بنی اسرآئیل: پارہ ۱۵)

ترجمہ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے

گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

میں نے کہا اگر مسجد کی ضرورت نہیں تو اللہ عزوجل نے اپنے پاک کلام میں اس کا ذکر کیوں کیا۔ اور سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد کیوں بنائی۔ جبکہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی عمل فضول نہیں ہو سکتا۔ ہماری سوچ تو غلط ہو سکتی ہے مگر اللہ عزوجل کا پاک کلام غلط نہیں ہو سکتا۔

میری یہ گفتگو سن کر ایک دم جلال میں آگیا کہنے لگا میں تمہیں جلا دوں گا۔ میں نے کہا کہ آج میں جلنے کے لئے ہی آیا ہوں۔ آج فیصلہ ہو جائے گا۔ لگا میری طرف قہر کی نگاہوں سے دیکھنے۔ پھر پھونکیں مارنے لگا۔ پھر خود ہی کہنے لگا ایک بار نہیں بار بار آؤ پھر جلاؤں گا۔ میں نے کہا تھوڑا سا آج جلا دو تاکہ پتہ چل جائے تم کتنے پانی میں ہو۔ تاکہ دوبارہ آسکوں۔ بے چارہ کچھ بھی نہ کر سکا۔

اتنے میں اس کا مرید مجھے کہنے لگا کہ حافظ صاحب بس کریں۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے۔ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہا ہے۔ آج کے بعد آپ جو کہیں گے میں اس پر عمل کروں گا۔ میں ایسے جھوٹے پیر سے باز رہا۔

پھر میں نے اسے بتایا کہ سب سے بڑی غلطی ہماری ہے کہ ہم خود علم دین حاصل نہیں کرتے۔ جاہل بندے کو جس طرف لگا لو لگ جاتا ہے۔ اس نے تمہیں چند شعر سنائے ادھر ادھر کی باتیں بتلائیں تم سمجھنے لگے کہ اس سے بڑا پیر کوئی ہے ہی نہیں۔ جب میں نے اس سے گفتگو کی تو اس کی حقیقت واضح ہو گئی۔

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ

سبیلہ لعلکم تفلحون (المائدہ: ۳۵ پارہ ۶)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاجاؤ۔

یہاں ایمان والوں کو پہلے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا پھر وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور تقویٰ پرہیزگاری علم دین کے بغیر ممکن نہیں۔ اور تقویٰ کا پہلا درجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے باز آجائیں۔ اور جن کے کرنے کا حکم دیا ہے اس میں سستی نہ کریں۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ اور حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب کہ شراب بدکاری، سود، رشوت اور حرام مال سے منع کیا ہے۔

جو نمازی پرہیزگار ہوگا وہ پیر بھی ایسا تلاش کرے گا جو اس کو تہجد گزار بنادے۔ جو اس کے تقویٰ کی منازل میں اور ترقی پیدا کرے۔ ہم علم دین حاصل نہیں کرتے۔ نماز روزے کے قریب بھی نہیں جاتے۔ لہٰذا ہمیں پیر بھی ایسے ملتے ہیں جو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اس کے نتائج بہت برے نکلے۔ یہاں تک کہ دنیا کے مال سے تو کیا بعض لوگ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

ڈبہ پیرنی کی حکایت

اتفاق کی بات ہے کہ میرے والد ماجد سادہ لوح تھے۔ ایک دفعہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ میں دوپہر کے وقت گھر آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دو عورتیں جن میں سے ایک کی گود میں بچہ تھا۔ ایک تو پیر صاحبہ بنی ہوئی تھیں اور دوسری اس کی مریدنی۔ میں نے گھر میں داخل ہوتے ہی والد صاحب سے عرض کی آپ نے ان

کو کیوں بٹھایا ہوا ہے۔ فرمانے لگے کہ خبردار اونچی مت بولو یہ بہت پہنچی ہوئی ہیں۔ بہرحال میں غسل کرنے کے لیے اندر چلا گیا ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ باہر شور اٹھا میں جلدی سے باہر آیا تو پتہ چلا کہ وہی عورتیں رقم ہتھیا کر چلی گئی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ معاملہ کیسے ہوا؟ تو والد صاحب نے بتایا کہ انھوں نے آتے ہی کہا کہ تو بڑا خوش قسمت ہے تیرے تین بیٹے ہیں اور چار بیٹیاں ہیں۔ اتنے میں ہمارے پڑوسی بھی آ گئے اور انہوں نے بتایا کہ وہی عورت ہمارے گھر بھی آئی تھیں اور آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہیں۔ ان پڑوسیوں سے سن کر اس نے وہی بتا دیا۔ والد صاحب سمجھے کہ یہ بڑی پہنچی ہوئی ہے۔ پھر اس نے کہا چاول لاؤ۔ ہم نے کچے چاول دیئے اس نے ہاتھ کی صفائی دکھائی۔ چاولوں کو ہاتھوں میں لے کر دونوں ہاتھوں کو رگڑا۔ اتنے میں چاولوں کا ڈھیر نیچے لگ گیا۔ پھر اس نے ایک اور کرتب دکھایا۔ دھاگہ لے کر اس کو آگ لگائی۔ پھر راکھ ہاتھ میں مسلی اور پھر دھاگہ بنا دیا۔

اس طرح کے اس نے دو تین کرتب دکھائے۔ جس سے والد صاحب بالکل گرویدہ ہو گئے۔ پھر اس نے کہا میں تیرا امتحان لینے لگی ہوں۔ اپنی جیب سے ایک سو کا نوٹ نکال کر میری چادر میں ڈال دے۔ پھر جلدی سے اٹھا کر واپس کر دیا۔ اور کہا کہ ہم اس کے بھوکے نہیں۔ میں تیری آزمائش کر رہی تھی تو کامیاب ہو گیا۔ اب ایک اور بڑا امتحان لینے لگی ہوں۔ اپنی جیب سے ساری رقم نکال کر میری چادر کے کونے میں باندھ دے۔ اور پھر آنکھیں بند کر کے پانچ منٹ تک یہ ورد کرنا ہے۔ والد صاحب کے پاس اس وقت کسی کی امانت تھی۔ انہوں نے ساری رقم اس کی چادر میں ڈال دی اور آنکھیں بند کر کے ورد کرنے لگے۔ جب آنکھ کھولی تو نہ عورتیں تھیں نہ رقم۔ بھی ادھر ادھر بھاگے مگر بے سود۔ تو پیارے اسلامی بھائیو! ہم نے ولائیت کا معیار خود

ہی بتالیا کہ جو دل کی باتیں بتادے وہ ولی کامل ہو گیا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ پیش آیا۔ والد صاحب ایک بے کلے جو کہ شریعت کا تارک تھا۔ گھر لے آئے۔ یہ بہت بڑے پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔ انہوں نے آتے ہی والدہ ماجدہ سے کہا کہ تو بیمار رہتی ہے۔ ایک دو اور باتیں اس قسم کی کیں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ تیرے اوپر وار (جادو) کیا ہوا ہے۔ لہٰذا میں تجھے ابھی دکھاتا ہوں۔ اس نے مرغی کا انڈا منگوایا پھر اس کو توڑا۔ اس میں سے ایک بال نکال کر دکھایا۔ اور کہا کہ یہ بال تیرے اوپر بچپن میں جادو کیا گیا تھا۔ جس کو میں نے آج ظاہر کر دیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر والد صاحب اور والدہ صاحبہ اور بھی متاثر ہو گئے۔ پھر اس خودساختہ پیر صاحب نے دو تین اور ایسے کرتب دکھائے۔ جس سے میرے والدین نہایت ہی عقیدت مند ہو گئے۔ پھر اس نے بتایا کہ تیری بہو کے اوپر بھی وار (جادو) کیا گیا ہے۔ اس وار کو توڑنے کے لئے تجھے راوی دریا میں کھڑے ہو کر چالیس دن وظیفہ کرنا پڑے گا۔ اگر تم نہیں کر سکتے تو تمہاری خاطر میں قربانی دوں گا۔ لیکن اس وظیفے کے دوران اخراجات تجھے برداشت کرنا ہوں گے۔ والد صاحب جلدی سے پوچھنے لگے کہ اس کے اخراجات کتنے ہوں گے۔ اس نے بتایا کہ دس ہزار روپے خوراک کے لئے اس کے علاوہ ایک ایک جوڑا ایک بستر اور اسی طرح اس نے ایک لسٹ بنا ڈالی۔ والد صاحب نے تمام اشیاء اور رقم مہیا کر دی۔ پھر اس نے بتایا کہ گڑ والے (میٹھے چاول) چاول فلاں دن پکا کر رکھنا میں آ کر تمہیں خوشخبری سناؤں گا۔ والدہ صاحبہ چاول پکا کر انتظار کرتی رہیں وہ واپس پلٹ کر نہ آیا۔

اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جو ہماری زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں۔ کوئی تو اپنے زیورات سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور کوئی اپنی دولت سے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۞ (الشوریٰ: ۳۰ پارہ ۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا۔ اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے۔

اللہ عزوجل نے ہماری ہدایت کے لئے قرآن مجید کا تحفہ دیا۔ اگر ہم اس کتاب کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اپنائیں گے تو نقصان اٹھائیں گے۔ اور اگر اس قرآن پر عمل کریں گے تو انشاء اللہ عزوجل دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

باقی جہاں تک تعلق ہے خرق عادت کا تو یہ غیر مسلموں سے بھی سرزد ہو سکتے ہیں۔ جس طرح حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے۔ آپ روزے کے ساتھ تھے۔ ایک عورت دودھ لے جارہی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے افطاری کے لئے دودھ مانگا۔ عورت نے جواب دیا کہ یہ دودھ میں جوگی کے لئے لے جارہی ہوں اگر اس میں سے آپ کو دیا تو ہماری بھینسوں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنا شروع ہو جائے گا۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ گھبراؤ مت اب خون نہیں آئے گا۔ بلکہ دودھ میں برکت ہو جائے گی۔ ایک ولی کامل کی زبان سے نکلے الفاظ اس بڑھیا کے دل پر اثر کر گئے۔ بڑھیا نے دودھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ گھر پہنچی تو خوشی کی انتہا نہ رہی تھنوں سے خون کی بجائے دودھ بلکہ اس میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ پڑوسی حیران ہو کر پوچھنے لگے بڑھیا نے سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ انھوں

نے بھی جوگی کی بجائے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں دودھ کا نذرانہ پیش کرنا شروع کر دیا۔

جوگی کا کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ غصے میں لال پیلا ہو گیا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا جلال میں آ کر کہنے لگا یہاں سے چلے جاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اگر میں خود آیا ہوتا تو چلا جاتا۔ مجھے میرے پیرو مرشد نے بھیجا ہے۔ وہ جب تک اجازت نہیں عطا فرمائیں گے میں واپس نہیں جا سکتا۔ جوگی نے کہا اگر تو واپس نہیں جاتا تو پھر میرا مقابلہ کرو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ٹالا مگر وہ بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ وہ ہوا میں اڑا اور اوپر سے وار کرنا چاہتا ہی تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاؤں (جوتی) کو حکم ارشاد فرمایا وہ کھڑاؤں ہوا میں بلند ہوئی اور اس جوگی کے سر پر برسنے لگی۔ جوگی شرمندہ ہو کر نیچے آ گیا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گیا۔ اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ ہوا میں اڑنا خارق عادت ہے یعنی عادت کے خلاف ہے۔ مگر یہ کام ایک غیر مسلم سے سرزد ہوا۔ اگر ہم یہی معیار ولایت کا بنا لیں گے تو پھر غیر مسلم کو بھی ولی ماننا پڑے گا جو کہ محال ہے۔

ولی اللہ کی پہچان

اسی لئے اللہ عزوجل نے ولی اللہ کی پہچان کے لئے پہلی شرط ایمان اور دوسری شرط تقویٰ اور پرہیزگاری لگائی۔ مگر دین سے دوری کا نتیجہ ہے کہ کوئی ہندو کے پاس جا رہا ہے تو کوئی عیسائیوں کے پاس جا رہا ہے۔ دولت کے ساتھ بعض اوقات ایمان

سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

لہٰذا ہمیں کرامت کی بجائے استقامت تلاش کرنی چاہیے۔

اَلْاِسْتِقَامَةُ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ کَرَامَة (المرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

ترجمہ: استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے۔

ایک استقامت ہزار کرامتوں سے افضل ہے۔ مگر افسوس ہم کرامتوں کو تلاش کرتے ہیں استقامت کو تلاش نہیں کرتے۔

ایک بزرگ کی بارگاہ میں ایک بندہ حاضر ہوا۔ تقریباً ایک ماہ ٹھہرنے کے بعد جب واپس جانے لگا تو انہوں نے پوچھا کہ تم کس مقصد کے لئے آئے تھے۔ بندہ نے جواب دیا کہ میں آپ کا مرید ہونے کے لئے آیا تھا مگر میں نے آپ میں کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ لہٰذا واپس جا رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ تم میرے پاس ایک ماہ ٹھہرے ہو بتاؤ میرا کوئی کام خلاف سنت دیکھا ہے۔ عرض کرنے لگا نہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب سے بڑی کرامت ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے کوئی بندہ ہوا میں اڑ کر دکھائے مگر ہو وہ خلاف سنت عمل کرنے والا تو ایسے بندے کو ختم کر دینا چاہیے کہ کوئی اور اس کے جال میں پھنس کر گمراہ نہ ہو جائے۔

خارق عادت اعمال تو دجال سے بھی سرزد ہوں گے۔ احادیث مبارک کا مفہوم ہے کہ اس کے پاس ایسے ساز ہوں گے کہ جب بجائے گا تو لوگ گھروں سے باہر آ جائیں گے۔ یہاں تک کہ بیج زمین میں بوئے گا اور کہے گا کہ درخت بن جا اور پھل بھی دینا شروع کر دے۔ تو ایسا ہی ہو جائے گا۔ پھر اس نے جنت اور دوزخ بھی بنائی ہو گی۔ اس قسم کے اور بہت سے کرتب دکھائے گا۔

لہٰذا کسی سے متاثر ہونے سے پہلے یہ دیکھیں کہ کیا اس میں دولت ایمان بھی ہے کہ نہیں۔ اگر دولت ایمان نہیں تو وہ چاہے جتنے مرضی کمالات دکھائے۔ آپ اس سے متاثر نہ ہوں۔ ورنہ گمراہ ہونے کے قوی امکانات موجود ہیں۔

ولایت کے لئے دوسری شرط تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد رب العالمین ہے کہ

وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ.

ترجمہ: اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

مگر افسوس کہ آج ہماری اکثریت اس کو پیش نظر نہیں رکھتی۔ لہٰذا ایسے افراد جو نماز و روزے کے قریب بھی نہیں جاتے۔ شریعت سے بے بہرہ نہ خود دین کا علم رکھتے ہیں نہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں ۔ ان کو ہم پیر ماننا شروع کر دیتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ پیروں کے سلسلے وراثت کے حساب سے چلتے ہیں۔ یعنی باپ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا گدی پر بیٹھے گا۔ چاہیے وہ پیری مریدی کا مطلب بھی نہ جانتا ہو۔ اس کو وضو اور غسل جیسے ابتدائی مسائل کا بھی علم نہ ہو۔ بس یہ دیکھا جاتا ہے کہ پیر صاحب کا بیٹا ہے لہٰذا یہ بھی پیر ہی ہے۔ اگر پیر صاحب کے دو یا اس سے زائد بیٹے ہوں تو عموماً گدی نشینی کے لئے لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔

علم دین

بہر حال سب سے افضل اللہ عزوجل کا کلام ہے۔ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ میرے دوست کے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری کا پایا جانا بہت ضروری ہے۔ اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے سب سے پہلی شرط علم دین ہے۔ قرآن مجید

قرآن حمید میں ارشاد رب العالمین ہے کہ

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر: ۲۸ پارہ ۲۲)

ترجمہ کنزالایمان شریف: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اللہ عزوجل سے وہی ڈرے گا جس کو حلال وحرام جائز وناجائز کا علم ہوگا۔

حدیث مبارک میں ہے کہ

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ

(ابن ماجہ صفحہ ۲۰، مشکوۃ صفحہ ۳۴، شعبۃ الایمان جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۵۴، جامع الصغیر جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۴۴)

ترجمہ: علم (دین) کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

بلکہ ایک موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا علم دین حاصل کرنا نماز سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا بغیر علم کے تم نماز ادا کر سکتے ہو؟ اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس بندے کو نماز کی شرائط۔ فرائض اور واجبات کا علم نہیں۔ وہ نماز کیسے ادا کرے گا؟ اسی طرح بندہ حرام سے اسی وقت بچے گا۔ جب اس کو حرام کے بارے میں علم ہوگا۔ ورنہ تو وہ یہی کہے گا سب جائز ہے۔

بے علم نتواں خدارا شناس

بے علم تو اللہ عزوجل کی معرفت بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ ایک پنجابی شاعر فرماتے ہیں۔

علموں باجھ جے کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو

بغیر علم کے فقیری کا انجام کفر بھی ہو سکتا ہے۔

ایک اور بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل جاہل کو اپنا دوست نہیں بناتا۔ اگر بنانا مقصود بھی ہو تو پہلے اس کو علم لدنی عطا فرما دیتا ہے۔ اور پھر اس کو اپنا دوست بننے کا شرف عطا فرماتا ہے۔

علم لدنی کی تعریف

عِلمِ لَدُنی کی تعریف یہ ہے کہ ایسا علم جو بغیر کسی استاد یا کتاب سے اللہ عزوجل اپنے کرم سے عطا فرما دیتا ہے۔ جیسے بھینس کا دودھ دھونا ایک مشکل کام ہے۔ لیکن اس کا بچہ ابھی نومولود ہوتا ہے۔ اس کو کوئی سکھاتا بھی نہیں وہ خود ہی دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔

جب علم آ گیا تو اب اس پر عمل بھی کرنا ہوگا تو پھر اسی طرح تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہوگی۔ اور اس کے بھی درجے ہیں۔

پہلا درجہ

اللہ عزوجل نے حلال کو بھی ظاہر فرما دیا ہے اور حرام کو بھی جو بندہ حرام سے بچتا ہے۔ اور حلال کام کرتا ہے۔ یعنی اللہ عزوجل نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ ان کاموں کو چھوڑتا نہیں اور جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں کے قریب بھی نہیں جاتا۔ جس میں یہ کمال پایا جائے تو سمجھ جاؤ اس میں تقویٰ پرہیزگاری کا پہلا درجہ موجود ہے۔ مثلاً اللہ عزوجل نے نماز پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ جو بندہ نماز نہیں پڑھتا روزہ بھی نہیں رکھتا اسی طرح نیک اعمال کے قریب بھی نہیں جاتا۔ جب کہ شراب حرام ہے اسی طرح سود، زنا، اور دیگر برے کام منع ہیں جو ان حرام کاموں سے باز نہیں آتا۔ وہ تو تقویٰ کی سیڑھی پر پہلا قدم ہی نہیں رکھ پایا۔ جبکہ ولایت

کے لیے تو تقویٰ کا اعلیٰ درجہ ہونا ضروری ہے۔

لہٰذا بے نمازی نشہ کرنے والے اور حرام کے مرتکب افراد اللہ عزوجل ولی ہرگز نہیں ہو سکتے۔ وہ چاہے جتنے مرضی کرتب دکھا لیں۔ ان سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔

دوسرا درجہ

اللہ عزوجل نے حلال بھی ظاہر فرما دیا اور حرام بھی۔ ان دونوں کے درمیان مباح چیزیں ہیں۔ جو کہ نہ حلال کے زمرے میں آتی ہیں نہ حرام کے۔ جو تقویٰ کے دوسرے درجہ پر فائز ہوگا وہ ان مباح چیزوں سے بھی پرہیز کرے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جس طرح گاؤں دیہات میں پگڈنڈی بنائی جاتی ہے۔ جو ظاہر کرتی ہے کہ دونوں طرف کی زمین کے مالک جدا جدا ہیں۔ اور یہ پگڈنڈی کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتی۔ جو تقویٰ اور پرہیز گاری کے دوسرے درجے پر فائز ہوگا۔ وہ اس پگڈنڈی پر اگی ہوئی گھاس کے قریب اپنے جانوروں کو نہیں جانے دے گا۔ اس لئے کہ اگر جانور اس گھاس کے قریب چلے گئے اور تھوڑی سی غفلت ہوگی تو جانور دوسری طرف چلے جائیں گے۔ دوسری زمین کی گھاس چرنے لگیں گے۔ اس طرح جانور حرام کھانے لگیں گے۔ حالانکہ پگڈنڈی پر اگی ہوئی گھاس کسی کی ملکیت نہیں۔ لیکن وہ بندہ اتنا محتاط رہے گا کہ کہیں اس بہانے حرام میں نہ مشغول ہو جائے۔

اسی طرح بجلی کی تار میں کرنٹ موجود ہے۔ ایک علم والا دیکھے گا کہ یہ کرنٹ کتنے وولٹ کا ہے۔ 440 یا 220 وولٹ کا کرنٹ ہے۔ تو اس سے بچے گا۔ اور اگر اس میں کرنٹ صرف بارہ وولٹ یا چھ وولٹ کا ہے۔ تو اس کو ہاتھ میں پکڑ لے گا کیونکہ اس کو معلوم ہوگا کہ اتنا کرنٹ نقصان دہ نہیں۔ جو تقویٰ یا پرہیز گاری والا ہوگا وہ بے

گا بھائی ہے تو کرنٹ میں ہاتھ نہیں لگاتا۔ وہ اس سے بھی پرہیز کرے گا۔

مثل مشہور ہے کہ تیرنے والا ہی ڈوبتا ہے۔ جو دریا میں داخل ہی نہیں ہو گا وہ ڈوبے گا کیسے؟ یعنی تقویٰ کا پہلا درجہ کہ وہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے۔ اور دوسرا درجہ کہ وہ صغیرہ گناہوں سے بھی پرہیز کرے گا۔ اس لئے کہ صغیرہ گناہ کرنے والا شخص عموماً کبیرہ گناہوں میں بھی ملوث ہو جاتا ہے۔ اور جو صغیرہ گناہوں سے بچے گا وہ کبیرہ سے خود بخود محفوظ ہو جائے گا۔

تیسرا درجہ

اس مقام کو حاصل کرنا بڑا مشکل ہے۔ تیسرے درجے میں وہ افراد آ جاتے ہیں جو گناہ کا تصور بھی نہیں آنے دیتے۔ یعنی ان کے نزدیک گناہ کا تصور آ جانا بھی گناہ ہے۔ جیسے عام افراد کے لئے مسئلہ ہے کہ روزہ رکھ کر غیبت کرنے سے روزہ ٹوٹے گا نہیں بلکہ اس کی نورانیت میں فرق آ جائے گا۔ لیکن جو دوسرے درجے پر فائز ہیں ان کے نزدیک روزہ رکھ کر غیبت کی تو روزہ ہی ٹوٹ جائے گا۔ اور تیسرے درجے والے کے نزدیک غیبت کا تصور بھی روزہ توڑ دیتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ ان کے لباس پر سوئی کے ناکے کے برابر غلاظت کی چھینٹ پڑ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دھونے کے لئے دریائے دجلہ پر تشریف لے گئے۔ اس کو دھونے کے بعد پھر آ کر نماز ادا کی۔ آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا حضرت صاحب آپ نے ہی تو ارشاد فرمایا تھا کہ اگر غلاظت کی مقدار ایک درہم سے زیادہ ہو تو دھونا چاہیے۔ اگر اس سے چھوٹی ہو تو بغیر دھوئے نماز ادا کر سکتا ہے۔ لیکن آپ کے

کپڑوں پر تو سوئی کے ناکے کے برابر چھینٹ پڑی تھی۔ تو آپ اس کو دھونے کے لئے دریا پر تشریف لے گئے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا وہ میرا الفتویٰ تھا۔ اور جو کچھ میں نے کیا وہ میرا التقویٰ تھا۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات: ۱۳ پارہ ۲۶)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کے لئے تقویٰ پرہیزگاری ضروری ہے۔ جتنا تقویٰ اور پرہیزگاری بڑھتی جائے گی اتنا ہی قرب الٰہی حاصل ہوتا جائے گا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک بزرگ اپنے عقیدت مندوں میں جلوہ افروز تھے۔ اتنے میں ایک مرد مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا کہ روٹیاں پکا کر رکھیں تھیں۔ اتنے میں کتا آیا اور اس نے روٹیوں کو منہ لگا دیا۔ کیا ہم وہ روٹیاں کھا سکتے ہیں۔ بزرگوں نے جواب دیا کہ جاؤ تم کھا لو۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور بندہ حاضر ہوا اس نے بھی سوال پوچھا کہ ہم نے روٹیاں پکا کر رکھیں تھیں ایک کتا آیا اور وہ تقریباً دو گز کے فاصلے سے گزر گیا۔ کیا ہم وہ روٹیاں کھا لیں۔ بزرگوں نے ارشاد فرمایا کہ تم وہ روٹیاں نہ کھانا۔

عقیدت مند بڑے حیران ہوئے۔ عرض کرنے لگے حضرت صاحب پہلے سوال کرنے والے کی روٹیوں کو تو کتا منہ بھی لگا گیا۔ اس کے باوجود آپ نے فرمایا کہ کھا لو۔ جب کہ دوسرے کی روٹیوں سے دو گز کے فاصلے سے کتا گزرا آپ نے اس کو روٹی کھانے سے منع کر دیا۔ اس میں حکمت کیا ہے؟

بزرگوں نے جواب ارشاد فرمایا کہ اصل میں پہلے بندے کا تقویٰ اس قدر مردہ ہو چکا تھا کہ کتا منہ بھی لگا گیا پھر بھی مسئلہ پوچھنے آ گیا۔ جبکہ دوسرا بندہ تقویٰ کے اس بلند مقام پر تھا کہ کتا دو گز کے فاصلے سے گزرا پھر بھی وہ پریشان ہو گیا۔ اگر میں اس کو روٹی کھانے کی اجازت دے دیتا تو اس کے اندر جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی دولت موجود تھی وہ متاثر ہو جاتی تھی۔ لہٰذا اس کو منع کر دیا۔

اسی طرح پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنے گریبانوں کے اندر جھانکنا چاہیے کہ میں اس وقت تقویٰ اور پرہیزگاری کے کس درجے میں ہوں؟

افسوس ہمارا حساب ہی الٹ ہو چکا ہے جو بندہ جتنے زیادہ گناہ کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اتنا ہی زیادہ اچھا سمجھتا ہے۔ جبکہ اس کے بھی درجات ہیں۔

سب سے افضل درجہ یہ ہے کہ برائی کے قریب ہی نہ جائے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ جب بندے سے برائی سرزد ہو جائے تو ندامت محسوس کرے۔ تو یہ ندامت اس بندے کے ساتھ چمٹ جاتی ہے۔ اور اتنی دیر تک اس سے جدا نہیں ہوتی جب تک اسے جنت میں داخل نہ کروا لے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ گناہ سرزد ہو مگر ندامت محسوس نہ کرے۔ ایسے بندے کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس لئے کہ توبہ وہی کرے گا جو یہ سمجھے گا کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوا۔ جو یہ مانتا ہی نہیں وہ توبہ کیسے کرے گا۔

اور سب سے برا درجہ یہ ہے کہ گناہ کر کے فخر محسوس کرنا جو گناہ کر کے فخر محسوس کرتا ہے وہ اللہ عزوجل کے غضب کو دعوت دے رہا ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

ایک مرتبہ ایک بندے کی بکری گم ہو گئی۔ بہت تلاش کرنے کے باوجود دستیاب

نہ ہو سکی۔ آخر وہ اپنے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور دعا کے لئے گذارش کی۔ پیر صاحب نے پوچھا کہ ایک بکری کی اوسط عمر کتنی ہوتی ہے۔ اس نے بتلایا کہ پانچ یا چھ سال۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا آج کے بعد چھ سال تک میں بکرے کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ مرید پریشان ہو گیا۔ اور عرض کرنے لگا حضرت صاحب میں تو دعا کرانے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ کہ میری گمشدہ بکری مل جائے۔ آپ نے تو اپنے اوپر چھ سال کے لئے گوشت کھانے کی پابندی لگالی ہے۔ وجہ کیا ہے؟ پیر صاحب نے جواب دیا کہ ہو سکتا ہے کہ وہی بکری ذبح ہو کر بازار میں آجائے تو اس کا گوشت میں کھالوں۔ لہٰذا میں اتنا عرصہ گوشت سے پرہیز کروں گا۔

یہ ہے اللہ عزوجل سے ڈرنے والوں کی منزل۔ اس میں مشقتیں بڑی ہیں لیکن مقام بھی اتنا رفیع اور اعلیٰ نصیب ہوتا ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ نوافل کی کثرت کرتا ہے تو وہ میرے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بندہ اللہ عزوجل بن جاتا ہے بلکہ بندہ بندہ ہی رہتا ہے البتہ اس میں طاقت خدائی آجاتی ہے۔ پھر وہ چاہے تو پلک جھپکنے سے پہلے بلقیس شہزادی کا تخت لا کر دکھا دے۔ وہ چاہے تو مردوں کو زندہ کر کے دکھا دے۔ چاہے تو مریضوں کو شفا عطا فرما دے۔ یہ سب کمالات اللہ عزوجل کے عطا کردہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اپنے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری کی دولت پیدا کریں۔

اس کے لئے بہترین نسخہ حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم عالیہ کے عطا کردہ 72 مدنی انعامات پر عمل شروع کر دیں انشاء اللہ

عزوجل آپ خود ہی اپنے اندر ایک انقلاب محسوس کریں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی دولت نصیب فرمائے۔ اور خودساختہ تعریف کو چھوڑ کر اللہ عزوجل نے جو اپنے دوستوں کی صفات اور علامات بتائی ہیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علماء کرام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے دوست میں درج ذیل شرائط ہونی چاہیں۔

پہلی شرط

مسلمان صحیح العقیدہ ہو یعنی بے ادب نہ ہو۔ نہ اہل بیت کا نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نہ اولیاء کاملین کا اور نہ ہی انبیاء کرام علیہم السلام کا۔ کیونکہ ماں باپ کا بے ادب جنت میں نہیں جاسکتا حالانکہ ان کی وجہ سے ہمیں جسم ملا۔ اور جن کے صدقے ہمیں دولت ایمان نصیب ہوئی۔ جو ان ہستیوں کا بے ادب ہے۔ وہ کیسے جنت میں جاسکتا ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں۔

اہلسنت کا بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ ﷺ کی

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ

(مشکوٰۃ المصابیح جلد۲ صفحہ۵۶۲ اخرجہ الطبرانی فی معجم الکبیر ۱۲/۳۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تو جو جس کے پیچھے چلے گا ہدایت پا جائے گا۔ دوسری طرف ارشاد فرمایا

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَ نَجَاہُ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ،

(مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۶۳ حدیث نمبر ۴۷۲۰)

ترجمہ: میرے اہل بیت حضرت نوح علیہ السلام کے سفینے کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہو گا وہ بچ جائے گا۔ اور جو باہر رہا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

تو ان دونوں احادیث مبارکہ کو ملانے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جس طرح سمندری سفر کے لئے سفینے کی ضرورت ہے۔ اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ستاروں سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ تو اہل بیت سفینہ ہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان ستارے ہیں۔ جس کے پاس دونوں دامن ہوں گے وہی منزل مقصود تک پہنچے گا۔ اور جو کشتی کو مانتا ہے۔ ستاروں کو نہیں وہ بھی بھٹکتا پھرے گا۔ اور جو ستاروں کو مانتا ہے۔ اور کشتی کو نہیں وہ بھی ڈوب مرے گا۔ لہٰذا پہلی شرط سنی صحیح العقیدہ ہونا ضروری ہے۔

دوسری شرط

بیعت کا سلسلہ کسی جگہ سے بھی منقطع نہ ہو۔ یعنی اس نیک بندے سے لے کر سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ تک سارے کے سارے صحیح العقیدہ ہوں۔ پیران عظام

کے سلسلہ بیعت کا شجرہ ہوتا ہے۔ جس طرح ایک ریل کا انجن اس ڈبے کو منزل مقصود تک پہنچائے گا۔ جس کا تعلق (Connection) انجن کے ساتھ ہوگا۔ ڈبہ چاہے فرسٹ کلاس کا ہو یا سیکنڈ کلاس کا اگر اس کا تعلق انجن سے ہے۔ تو یہ منزل مقصود تک ضرور پہنچے گا۔ اگر اس کا تعلق انجن سے نہیں تو چاہے جتنا مرضی اعلیٰ ڈبہ ہو منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

تیسری شرط

اس کا عالم دین ہونا ضروری ہے۔ یا کم از کم اتنا ضرور ہو کہ مسائل قرآن وحدیث سے تلاش کر سکے۔ کیونکہ پیر ایک رہنما ہوتا ہے۔ اگر وہی جاہل تو دوسروں کی رہنمائی کیسے کرے گا۔ کیونکہ اللہ عزوجل کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بناتا۔

چوتھی شرط

اس میں تقویٰ و پرہیزگاری ہونی چاہیے۔ شریعت مطہرہ پر چلنے والا ہو۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے والا ہو۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (آل عمران: ۳۱ پارہ ۳)

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کا محبوب بننے کا ایک ہی راستہ ہے۔ اور وہ ہے سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی غلامی۔ آپ ﷺ کی اتباع اس راستہ کو چھوڑ کر اگر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو گمراہ ہو سکتا ہے۔ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں تمام نہاد گمراہ پیروں سے بچائے۔ اور سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے غلاموں کا دامن تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

☆......☆......☆......☆......☆......☆

شادی کی دعوت میں ثواب کمانے کا مدنی نسخہ

شادی میں جہاں بہت سارا مال خرچ کیا جاتا ہے وہاں دعوت طعام کے اندر خواتین و حضرات میں ایک ایک مدنی بستہ (Stall) لگوا کر حسب توفیق مدنی رسائل و پمفلٹ اور سنتوں بھرے بیانات کی کیسٹیں مفت تقسیم کرنے کی ترکیب فرمایئے۔ اور ڈھیروں نیکیاں کمایئے۔

نوٹ: سوئم، چہلم و گیارھویں شریف یا محفل میلاد کی نیاز کی دعوت وغیرہ مواقع پر بھی ایصال ثواب کے لئے اسی طرح لنگر رسائل و کتب کے مدنی بستے لگوایئے۔ اور ڈھیروں ثواب کمائیں۔ خواہش مند اسلامی بھائی خصوصی رعایت حاصل کرنے کے لئے رابطہ فرمائیں۔

0321/0300-9461943,0321-9226463

اللہ عزوجل کا فضل اور عدل

فضائل درود شریف

سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میرا امتی محبت اور عقیدت سے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے اللہ عزوجل اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیتا ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ عارف کھڑی شریف جو کہ بہت بلند پایہ بزرگ اور صوفی شاعر ہیں ان اولیاء کرام نے قرآن وحدیث کا پیغام اَن پڑھ لوگوں تک پہنچانے کے لئے قرآن وحدیث کا پیغام علاقائی زبان میں اشعار کی صورت میں پہنچایا۔ ان اولیاء عظام کی صف میں میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ایک خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

عدل کریں تاں تھر تھر کمبن اچیاں شاناں والے
فضل کریں تاں بخشے جاون میں ورگے منہ کالے

اللہ عزوجل کا عدل کیا ہوگا جس کی وجہ سے بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار خوف خدا عزوجل کی وجہ سے کانپ رہے ہوں گے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ

قیامت کے روز بہت بڑا عابد جو کہ دن رات عبادت میں مشغول رہنے والا اللہ وعزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا اے میرے بندے تجھے

میں اپنے فضل سے بخش رہا ہوں۔ عابد کہے گا اے مالک ومولا! عزوجل میں نے تیری اتنی عبادت کی تو کیا ابھی بھی فضل والی بات باقی ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا اے فرشتو! اس کی عمر بھر کی نیکیاں ایک پلڑے میں ڈال دو۔ اور دوسرے پلڑے میں میری عطا کردہ ایک نعمت (آنکھ یا کان وغیرہ) ڈال دو۔ جب میزان لگے گا تو نیکیوں والا پلڑا اہلکا ہو جائے گا۔ اور نعمت والا پلڑا بھاری۔

اللہ عزوجل حکم فرمائے گا اے میرے بندے تو نے میری ایک نعمت کا حق ادا نہیں کیا۔ لہٰذا تجھے دوزخ کی سزا دی جائے گی۔ وہ عرض کرے گا اے مالک ومولا عزوجل تو مجھے اپنے فضل سے بخش دے تو اللہ عزوجل اس کو اپنے فضل سے اس کی بخشش فرمادے گا۔

پیارے اسلامی بھائیو! شب وروز عبادت میں مشغول رہنے والا عابد اللہ عزوجل کی ایک نعمت کا حق ادا نہ کرسکا یہ اس کا عدل ہے۔ جبکہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد رب العالمین ہے کہ

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراہیم: ۳۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ کنزالایمان: اگر تم میری نعمتوں کو گننا شروع کردو تو تم شمار نہیں کرسکتے۔

تو ہم ان گنت نعمتوں کا حق کیسے ادا کر پائیں گے۔ اسی لئے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

عدل کریں تاں تھر تھر کمبن اچیاں شاناں والے

کہ جب عدل ہو رہا ہوگا تو بڑے بڑے عابد زاہد متقی اور پرہیزگار کانپ رہے ہوں گے۔ تو ہم جیسے بدکاروں کا کیا عالم ہوگا۔

حقیقتاً دیکھا جائے تو ہم اللہ عزوجل کے عدل میں پورا نہیں اتر سکتے۔ اسی لئے

اللہ عزوجل سے اس کا فضل مانگا جاتا ہے۔ اور ہمیں تعلیم بھی اسی کی دی گئی ہے۔ جیسے مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا مانگی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِک

اے اللہ مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور مسجد سے باہر نکلتے وقت دعا مانگی جاتی ہے کہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ

اے اللہ عزوجل میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں۔

پیارے اسلامی بھائیو! اب جاننا پڑے گا کہ اللہ عزوجل کے فضل سے کیا مراد ہے۔ تو اس سلسلے میں ایک حدیث مبارک کا مفہوم پیش کرتا ہوں۔ کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے مالک ومولا عزوجل مجھے وہ ترازو دکھا جس میں بندے کے اعمال تولے جائیں گے۔ اللہ عزوجل نے جب ترازو دکھایا تو حضرت موسیٰ علیہ اسلام پریشان ہوگئے۔ کہ اس کا ایک پلڑا اتنا بڑا تھا کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اس ایک پلڑے میں آجائیں۔ عرض کرنے لگے اے مالک ومولا عزوجل پھر تو جنت میں کوئی نہیں جاسکے گا۔ اس لئے نہ تو کوئی اتنے عمل کرسکے گا جو اس پلڑے کو بھر سکے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ اسلام اگر میرا فضل شامل ہو جائے تو اتنے بڑے پلڑے کو ایک کھجور سے ہی بھر دوں۔ یہ ہے اللہ عزوجل کا فضل۔

اس لئے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

فضل کریں تاں بخشے جاواں میں ورگے منہ کالے

اللہ عزوجل کا جب فضل ہو جائے گا تو ہم جیسے بدکاروں کا بھی بیڑا پار ہو جائے

گا۔ پیارے اسلامی بھائیو! یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ ہم عدل میں پورا نہیں اتر سکتے۔ البتہ اس کا فضل ہو جائے تو بات بن جائے گی۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ عزوجل کا فضل حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

اس سلسلے میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ اگر مثال سمجھ میں آگئی تو مسئلہ بھی سمجھ میں آجائے گا۔ ایک فقیر آپ سے التجا کرتا ہے کہ میری مدد کرو۔ اللہ عزوجل تمہارا بھلا کرے۔ تمہیں ترقیاں عطا کرے۔ ہوسکتا ہے آپ کا دل اس کے لئے نرم نہ ہو۔ لیکن اگر وہ یہ کہے کہ میری مدد کرو اللہ عزوجل تمہاری اولاد کا بھلا کرے تمہارے کاروبار میں ترقی دے تو ہوسکتا ہے کہ اب آپ کا دل جلدی نرم ہو جائے گا۔

سوال اس بات کا ہے کہ جب اس نے آپ کا بھلا چاہا آپ کا دل نرم نہ ہوا۔ اور جب اس نے آپ کے محبوب کا بھلا چاہا آپ کا دل جلدی سے نرم ہوگیا۔ اور آپ اس کی خدمت کے لئے آمادہ ہوگئے۔ اسی طرح بغیر تشبیہ کے ہم اللہ عزوجل کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھلا چاہیں گے۔ اللہ عزوجل کی رحمت اور فضل کی چھما چھم بارش ہوگی۔

اس لئے ہم درود و سلام پڑھتے ہیں۔ نعت خوانی کرتے ہیں۔ محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ہماری اولاد کا برا چاہے تو ہمارے لئے برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اللہ عزوجل کے محبوبوں کا برا چاہے بے ادبی گستاخی کرے تو اللہ عزوجل اس کو معاف نہیں کرتا۔ بلکہ دنیا ہی میں اس کو ذلیل و رسواء فرمادے گا اور آخرت کا عذاب تو اس کے لئے ہے ہی۔

اس سلسلے میں ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ فرعون و نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

اللہ عزوجل نے ان کی رسی کو دراز کئے رکھا۔ لیکن جب اللہ عزوجل کے محبوبوں کے مقابلے میں آئے تو ارشاد رب العالمین ہوتا ہے کہ

وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (البقرہ: ۵۰ پارہ ۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور فرعون والوں کو تمہاری نظروں کے سامنے ڈبو دیا۔

بلکہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد رب العالمین ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ (البقرہ: ۶،۷ پارہ ۱)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کردی۔ اور ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب۔

پیارے اسلامی بھائیو! اگر اس آیت مبارک سے کفار مراد ہیں تو بے شمار کافر اسلام قبول فرما چکے ہیں۔ آخر وہ کون افراد ہیں جو ایمان نہیں لائیں گے۔ تو علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ ان سے مراد وہ افراد ہیں۔ جو بے ادب اور گستاخ تھے۔ اللہ عزوجل نے ان کے دلوں پر مہر کردی۔ اب یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

آیئے اس سلسلے میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

حدیث مبارک میں ہے کہ جب بندہ رب تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق کردی جاتی ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں شرف قبولیت کا درجہ نہیں پاتی۔ جب تک کہ دعا کے اول اور آخر اللہ عزوجل کے پیارے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نہ پڑھا جائے۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے۔ اور اس کے ذکر سے بھی پیار ہے۔ جب کوئی دعا کے اول و آخر ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اول حصے کو قبول فرماتا ہوں اور آخر حصے کو بھی قبول فرماتا ہوں۔ اور درمیان والے کو رد کرتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔ میں اول آخر کے صدقے درمیان والے کو بھی قبول کر لیتا ہوں۔

پیارے اسلامی بھائیو! پتہ چلا کہ ہماری دعا بھی اگر قبول ہوتی ہے تو سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہی قبول ہوتی ہے۔ اور ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کرنے سے اللہ عزوجل کا فضل ہوتا ہے۔ جس کی بدولت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

اگر ابھی بھی بات سمجھ میں نہیں آئی تو میں ایک اور مثال پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درود وسلام پڑھنے کے فضائل ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ ایک تو میں نے دربار رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے ورد و وظائف کے لئے کچھ وقت مقرر کر رکھا ہے۔ (جیسے کسی کو اولاد کی ضرورت ہو یا مال کی تو اس کے لئے وظائف پڑھے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ صحابی رضی اللہ عنہ وظائف پڑھا کرتے تھے۔) اگر درود وسلام کے اتنے فضائل ہیں تو میں کتنا وقت درود وسلام کے لئے مخصوص کرلوں۔ اور کتنا وقت ورد و وظائف کے لئے رکھوں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا بھی تو مقرر کرے گا تیرے حق میں بہتر ہوگا۔ عرض کرنے لگے میں ایک چوتھائی درود وسلام کے لئے اور تین چوتھائی

وردووظائف کے لئے وقف کرلیتا ہوں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت بہتر ہے لیکن اگر تو درود وسلام اور زیادہ پڑھے تو تیرے حق میں بہتر ہوگا۔ عرض کرنے لگے پھر میں آدھا وقت درود وسلام اور آدھا وقت وردووظائف کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو درود وسلام اور زیادہ پڑھے تو تیرے حق میں بہتر ہوگا۔ وہ عرض کرنے لگے پھر میں تین چوتھائی درود وسلام کے لئے اور ایک چوتھائی وردووظائف کے لئے رکھ لیتا ہوں۔ تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہت بہتر ہے لیکن اگر درود وسلام کی اور کثرت کرے تو تیرے حق میں بہتر ہوگا۔ وہ عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں سارا وقت درود وسلام کے لئے رکھ لیتا ہوں۔ وردووظائف کی جگہ درود وسلام ہی پڑھا کروں گا۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ اگر تو اس پر قائم رہا تو اللہ تعالیٰ بن مانگے ہی تجھے عطا فرمائے گا۔ تیری تمام حاجات درود وسلام کی برکت سے پوری ہوتی جائیں گی۔ اور تیرے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۶ افروا جد صفحہ ۱۱۷)

اگر ابھی بھی بات سمجھ میں نہیں آئی تو ایک اور مثال قرآن مجید فرقان حمید سے عرض کرتا ہوں کہ جب بندہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ عزوجل ناراض ہو جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کو راضی کرنے کے لئے توبہ واستغفار کرنی چاہیے۔ تاکہ ہماری معافی ہو جائے لیکن اللہ عزوجل نے معافی قبول کرنے کا نسخہ ارشاد فرمادیا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا الرَّحِيْمًا ○ (النساء: ۶۴، پارہ ۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں۔ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں۔ اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

کہ جب تم اپنی جانوں پر ظلم کرلو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری دو۔ پھر مجھ سے معافی طلب کرو۔ اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمہارے حق میں شفاعت فرمائے تو اللہ عزوجل کو توبہ قبول کرنے والا پاؤ گے۔ یعنی اللہ عزوجل کا فضل چاہتے ہو تو اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دو۔ اگر ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو آیئے ایک اور مثال عرض کرتا ہوں۔

انعقادبزم محشرکاسبب

پیارے اسلامی بھائیو! جب ایک بندے کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل کے علم میں ہے کہ یہ بندہ جنتی ہے یا دوزخی۔ اس کی نیکیاں زیادہ ہیں یا بدیاں۔ تو پھر میدان محشر مقرر کرنے کی کیا ضرورت۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ جیسے ہی بندے کا انتقال ہو جائے اس کو جنت میں بھیج دیا جائے۔ یا دوزخ میں۔ لیکن ایسا نہیں ہوگا اور اس کا سبب کیا ہے؟ کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں کہ

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

شاید آپ نے کبھی اس شعر کی طرف غور کیا ہو۔

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا

اصل میں کسی عاشق رسول کی زبان سے نکلی بات سمجھ میں نہ بھی آئے تو سرور ضرور دیتی ہے اور سمجھ کر پڑھا جائے تو نور علی نور ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ارشاد فرما رہے ہیں کہ قیامت کا دن ہوگا اللہ عزوجل کا جلال عروج پر ہوگا۔ ہر کوئی چاہے گا کہ کسی طریقے سے اللہ عزوجل کا جلال جمال میں تبدیل ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت اگر فرشتے مجھ سے خدمت حاصل کریں تو میں اللہ عزوجل کے جلال کو جمال میں تبدیل کروادوں گا۔ وہ اس طرح کہ میں میدان محشر میں پڑھوں گا

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جب بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے تو اللہ عزوجل اس بندے پر دس مرتبہ رحمت کی نظر فرماتا ہے۔ تو فرماتے ہیں کہ جب میں لاکھوں مرتبہ سلام بھیجوں گا تو اللہ عزوجل کروڑوں مرتبہ رحمت بھری نظر فرمائے گا۔ اس طرح اس کا جلال خود بخود جمال میں تبدیل ہو جائے گا۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں علم ہے کہ قیامت کے روز شفاعت کبریٰ کا دروازہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کھولیں گے۔ اس سے پہلے کسی اور کو شفاعت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ مگر ہم بھی بھلا دیئے جائیں گے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں حاضری دیں گے۔ جب کہیں بھی نہ بنے گی تو سرکار دو عالم شفیع امم

صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے آؤ گنہگارو میں تمہاری شفاعت کرنے والا ہوں۔

کہیں گے سارے نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ
میرے کریم کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا

اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر ہم نہ بھلائے جاتے تو ہم سیدھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیتے۔ ہمارا کام بن ہی جاتا تھا۔ لیکن کسی نے کہہ دینا تھا کہ اس میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے۔ ہم کسی نبی علیہ السلام کے پاس چلے جاتے ہمارا کام بن ہی جاتا تھا۔ اللہ عزوجل نے تو ساری کائنات سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر بنائی ان کی عظمت دکھانے کے لئے بنائی۔

اس لئے میدان محشر میں سب کو بلایا جائے گا۔ تاکہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان دکھلائی جائے۔ حضرت حسن رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ الرحمٰن کیسے پیارے انداز میں لکھتے ہیں کہ

بزم محشر کا نہ کیوں جائے بلاوا سب کو
کہ زمانے کو دکھائی ہے وجاہت تیری

جہنمی سے جنتی بن گیا

قیامت کے روز ایک بندے کا نامہ اعمال تولا جائے گا اچانک نیکیاں کم ہوجائیں گی۔ اور گناہ بڑھ جائیں گے۔ رب تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اے فرشتو اس کو پکڑو اور جہنم میں لے چلو۔ فرشتے دوزخ کی طرف لے جانے لگیں گے۔ اتنے میں سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوگی۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے اے فرشتو! میرے امتی کو کہاں لے جا رہے ہو۔ عرض کریں گے کہ اس کی نیکیاں کم ہوگئیں ہیں۔ رب تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ اسے دوزخ میں

لے جاؤ۔ ہم دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے اے فرشتو ٹھہرو! میرے امتی کا نامہ اعمال دوبارہ تولو۔ فرشتے عرض کریں اے اللہ عزوجل ہم تیرا حکم مانیں یا تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ تو اللہ عزوجل کی طرف سے حکم ہوگا اے فرشتو جو میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے وہ کرتے جاؤ۔ کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ: ۵ پارہ ۳۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

جب نامہ اعمال دوبارہ تولا جائے گا تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نیکیوں والے پلڑے میں ایک کاغذ کا پرزہ ڈال دیں گے۔ پس سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہوگی اور بیڑا پار ہو جائے گا۔ نیکیاں زیادہ ہو جائیں گی اور گناہ کم۔ اب حکم خداوندی عزوجل ہوگا کہ اسے جنت میں لے جاؤ۔

پیارے اسلامی بھائیو! جسے دوزخ سے جنتی ہونے کی بشارت ملے اس کی خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔

عرض کرے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے نیکیوں والے پلڑے میں ڈالا کیا ہے۔ جس نے مجھے دوزخی سے جنتی بنا دیا۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے۔ کہ تو نے ایک مرتبہ عقیدت اور محبت سے مجھ پر درود پاک پڑھا تھا۔ جس کا ثواب میں نے سنبھال کر رکھا تھا۔ آج تجھے ضرورت محسوس ہوئی۔ میں نے اس کا ثواب اس میں ڈال دیا ہے۔ جس نے تجھے دوزخی سے جنتی بنا دیا

ہے۔ (القول البدیع صفحہ ۱۶۳' مدارج النبوۃ جلد نمبر ا صفحہ ۳۰۲)

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرہ: ۱۴۳ پارہ ۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

قیامت کا دن ہوگا اللہ عزوجل انبیاء کرام علیہم السلام سے پوچھے گا۔ اے گروہ انبیاء علیہم السلام کیا تم نے میرا پیغام میرے بندوں تک پہنچایا تھا۔ حالانکہ اللہ عزوجل سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ تو سینوں میں چھپے ہوئے بھید بھی جانتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام عرض کریں گے اے اللہ عزوجل ہم نے تیرا پیغام پہنچایا تھا یہ قوم نہیں مانی تھی۔ اللہ عزوجل اس قوم سے پوچھے گا کہ تم کیوں نہیں ایمان لائے تھے؟ وہ عرض کریں گے اے اللہ عزوجل ہمیں ڈرانے والا کوئی آیا ہی نہیں تھا۔ اللہ عزوجل انبیاء کرام علیہم السلام سے گواہی طلب فرمائے گا۔ کہ گواہ لاؤ۔ اتنے میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی گواہی دیں گے۔ کہ اے اللہ عزوجل انبیاء کرام علیہم السلام نے تیرا پیغام پہنچایا تھا مگر ان کی امت نہیں مانی تھی۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں اپنی قسمت پر رشک کرنا چاہیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ عزوجل ہمیں قیامت کے روز یہ عزت عطا فرمائے گا کہ ہم انبیائے کرام علیہم السلام کے گواہ بنیں گے۔

اتنے میں انبیاء کرام علیہم السلام کی قوم عرض کرے گی۔ اے اللہ عزوجل ان کی گواہی

کیسے قبول کی جائے؟ جبکہ یہ سب سے آخر میں آئے۔ اس وقت تو وہ موجود تھے ہی نہیں۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا اے امت محمد یہ تم کیسے گواہی دیتے ہو جب کہ اس وقت تم موجود ہی نہیں تھے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی عرض کریں گے؟ اے اللہ عزوجل ہم نے تیرا قرآن مجید پڑھا اس میں لکھا تھا کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام نے پیغام پہنچایا مگر ان کے امتی نہیں مانتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ ہم قرآن پاک پڑھ کر گواہی دے رہے ہیں اس کے علاوہ تیرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی ارشاد فرمایا۔ ہم تیرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر گواہی دے رہے ہیں۔ اتنے میں سرکار دوعالم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جائیں گے۔ اور عرض کریں گے اے مالک ومولا عزوجل میرے امتی سچ کہہ رہے ہیں۔ تو فیصلہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں کر دیا جائے گا۔

ان تمام واقعات سے پتہ چلا کہ اللہ عزوجل باوجود یکہ ہر چیز کا علم رکھنے کے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجنے والا بھی وہی ہے۔ قوموں کی نافرمانی پر عذاب نازل فرمانے والا بھی وہی ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے باوجود گواہیاں طلب کی جارہی ہیں۔ تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ عزوجل نے ہمیں اتنی عظمت اور شان سے نوازا ہے۔ کہ قیامت کے روز ہم انبیاء کرام علیہم السلام کے گواہ بننے والے ہیں۔ ہمارے دل میں ہروقت یہ احساس بیدار رہنا چاہیے۔ جس طرح ایک عام آدمی جو گلیوں میں آوارہ گردی کرتا رہتا ہے۔ الیکشن میں کامیاب ہوگیا پھر آگے

بڑھا تو منسٹر بن گیا۔ اب آپ خود ہی سوچیں کہ وہ بندہ جو پہلے آوارہ گردی کرتا تھا۔ منسٹر بننے کے بعد ایسا ہرگز نہیں کرے گا۔ بلکہ پہلے وہ پیدل چلتا تھا۔ اب گاڑی اور وہ بھی فلیگ والی کے بغیر سفر کرنا پسند نہیں کرے گا۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ پہلے اس کے سر پر وزارت کا تاج نہیں تھا۔ اب اس عہدے کی لاج رکھنے کے لئے اس میں تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ اب وہ وزارت کے معیار سے گرا ہوا کام نہیں کرے گا۔

پیارے اسلامی بھائیو! میں کہتا ہوں کہ کروڑوں وزارتوں کے تاج ایک طرف ہوں۔ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا تاج سب سے افضل ہے۔ تو پھر ہمارے دل میں بھی یہ احساس بیدار ہونا چاہیے کہ ہمارے سر پر کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کا تاج ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے گواہ بننے والے ہیں۔ اور حال ہمارا یہ ہے کہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ شراب نوشی، زنا، جوا، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی، جیسے کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور سر پر تاج ہے نماز میں سستی کر رہا ہے۔ رمضان المبارک کے روزوں کی پرواہ نہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں لاپرواہی برتی جا رہی ہے۔ دنیا کا مال اکٹھا کرنے میں اس قدر مشغول ہیں کہ حج کرنے کی فرصت نہیں۔ اللہ عزوجل ہمارے دل میں یہ احساس پیدا کر دے کہ ہم کس شان والے عظمتوں والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں کہ

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کا دیدار بلا حجاب کیا اس بات کی ہمیں قدر نہیں۔ کیونکہ ہم اس کے راہی نہیں۔ اس کی قدر پوچھنی ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

پوچھیں۔ کہ جنھوں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی۔(رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ) اے اللہ مجھے اپنا آپ دکھا۔ میں تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرا دیدار نہیں کرسکتا۔ عرض کرتے ہیں اے اللہ عزوجل مجھے ضرور دیدار کرادے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے نور کی تجلی اس پہاڑ پر ڈالتا ہوں۔ تو اس پہاڑ کو دیکھتے رہنا۔ اگر تو اس تجلی کو برداشت کرگیا تو پھر دیدار کی بات بعد میں ہوگی۔ جب اللہ عزوجل نے اپنے نور کی تجلی پہاڑ پر ڈالی تو پہاڑ جل کر سرمہ ہوگیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے تو عرض کرنے لگے کہ اے مالک ومولا عزوجل میں تیرے نور کی تجلی کو برداشت نہیں کرسکا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھو کہ جس نے اللہ عزوجل کا دیدار بلا حجاب کیا اس کا مقام کیا ہوگا۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جس نور کی ایک تجلی پہاڑ پر ڈالی۔ یہ جل کر سرمہ ہوگیا۔ اور تو بے ہوش ہوگیا۔ میں ایسی ستر ہزار تجلیاں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی پر اس وقت ڈالوں گا جب کہ وہ نماز ادا کررہا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں اے مالک ومولا عزوجل مجھے اس عظمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی بنادے۔

ہمیں سوچنا چاہیے کہ جس نبی علیہ السلام کا امتی بننے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام دعا کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے ہمیں بغیر مانگے ہی اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنادیا۔ ہم اس پر جس قدر شکر کریں وہ کم ہوگا۔ کم از کم ہمیں یہ تو کرنا چاہیے کہ اس احکم الحاکمین عزوجل کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرنا شروع کردیں اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں زندگی بسر کرنا شروع کردیں۔

تو آیئے آج اپنے پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کرلیتے ہیں۔ خبردار شیطان کے

پھانسنے میں ہرگز نہ آنا۔ وہ ابھی دل میں خیال پیدا کرے گا کہ توبہ مت کرنا۔ اس لئے کہ آج تو توبہ کرے گا تو کل پھر گناہ ہو جائے گا۔ کیا فائدہ تیری توبہ کا؟

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھیں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ شیطان کے نقش قدم پر مت چلنا یہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ اگر دشمن کی بات مانتے رہے اور بغیر توبہ کئے مر گئے تو کیا بنے گا؟ لہٰذا شیطان کی بات بالکل نہیں مانیں گے۔ بلکہ اس کی مخالفت کریں گے۔ اس طرح اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ اللہ الوالی منہاج العابدین میں اس کا جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ شیطان توبہ سے روکتا ہے کہ توبہ کرکے تو پھر گناہ کرے گا۔ اس کے علاوہ آج تو توبہ کرے گا تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ کل کو پھر گناہ کرے گا تو تیرے سابقہ گناہ بھی شامل ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہم میں سے کسی کو بھی علم نہیں کہ ہم کل تک زندہ بھی رہیں گے یا نہیں۔ تو آج ہم سچے دل سے توبہ کر لیتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے۔ اور آج ہی ہمیں موت آجائے تو عین ممکن ہے کہ کل کو ہم سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سرخ رو ہو جائیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ نیکی بندہ اپنی ہمت سے ہرگز نہیں کرتا بلکہ اللہ عزوجل کی کرم نوازی سے ہی کرتا ہے۔ تو کیا پتہ کہ آج ہم توبہ کریں۔ اللہ عزوجل ہمیں نیکیوں کی توفیق عطا فرما دے۔ تیسری بات یہ بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ جب بندہ سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ اگر فرض محال دوبارہ گناہ ہو جائے تو پچھلے گناہ شامل نہیں کئے جاتے۔ کیونکہ وہ تو نیکیوں میں تبدیل کر دیئے گئے۔ اس لئے ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔

لہٰذا توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ گناہوں سے پاک بلکہ معصوموں کے سردار ہیں۔ حدیث مبارک میں ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ 100 مرتبہ اور ایک حدیث مبارک میں ہے کہ 70 مرتبہ توبہ استغفار کیا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا تعلیم امت کے لئے تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی کا سبب تھا۔ جب کہ ہم تو سراپا گناہ ہیں ہمیں تو ہر وقت توبہ کرنی چاہیے۔ ورنہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ادا کرنے کے لئے کم از کم 100 مرتبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

ضرور پڑھا کریں۔ اور اس کے اول و آخر درود وسلام پڑھنا نہ بھولئے گا۔ کیوں کہ ہماری توبہ قبول ہوگی۔ اللہ عزوجل کی رحمت چھما چھم برسے گی۔ تو ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہی۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

ایمان مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط (ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر)

ایمان مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ ط (ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے)

اول کلمہ طیب

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

(ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں)

دوسرا کلمہ شہادت

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں)

تیسرا کلمہ تمجید

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ہ (ترجمہ: اللہ پاک ہے اور سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کی توفیق نہیں مگر اللہ کی طرف سے جو بہت بلند عظمت والا ہے)

چوتھا کلمہ توحید

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُيُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّايَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

(ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اُسی کیلئے ہے بادشاہی اور اُسی کیلئے حمد ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اُس کو ہرگز کبھی موت نہیں آئے گی بڑے جلال اور بزرگی والا ہے اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

پانچواں کلمہ استغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاءً سِرًّا اَوْعَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَآ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

(ترجمہ: میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر، چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اُس گناہ سے جس کو میں جانتا ہوں اور اُس گناہ سے بھی جس کو میں نہیں جانتا (اے اللہ) بیشک تو غیبوں کا جاننے والا، اور عیبوں کا چھپانے والا اور گناہوں کا بخشنے والا ہے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے)

چھٹا کلمہ ردِ کفر

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَالَآ اَعْلَمُ بِہٖ تُبْتُ عَنْہُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْکِذْبِ وَالْغِیْبَۃِ وَالْبِدْعَۃِ وَالنَّمِیْمَۃِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُھْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط (ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی شے کو تیرا شریک بناؤں جان بوجھ کر اور بخشش مانگتا ہوں تجھ سے اس (شرک) کی جس کو میں نہیں جانتا اور میں نے اس سے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائیوں سے اور بہتان سے اور تمام گناہوں سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں)

نماز جنازہ کا طریقہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی کوئی ایک بھی ادا کرلے تو سب بری الذمہ ہوگئے ورنہ جن جن کو خبر پہنچی تھی اور نہیں آئے وہ سب گنہگار ہوں گے اس کے لئے جماعت شرط نہیں ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے اس کے دو رکن ہیں۔ چار بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا، قیام اس میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں ثنا،، درود شریف، میت کیلئے دعا۔ نماز جنازہ اس طرح پڑھیں مقتدی اس طرح نیت کرے: میں نیت کرتا ہوں اس جنازے کی نماز کے واسطے اللہ کے، دعا اس میت کیلئے پیچھے اس امام کے۔ اب امام و مقتدی پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے فوراً حسب معمول ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثناء پڑھیں۔ اس میں وَتَعَالٰی جَدُّکَ کے بعد وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھیں۔ پھر ہاتھ اٹھائے بغیر اَللّٰہُ اَکْبَر کہیں، پھر درود ابراہیمی پڑھیں،

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللّٰہ اکبر کہیں اور دعا پڑھیں۔ (امام تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ، باقی تمام اذکار امام و مقتدی سب آہستہ پڑھیں) دعا کے بعد پھر اللّٰہ اکبر کہیں اور اب ہاتھ باندھنے کی بجائے لٹکا دیں پھر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

نماز جنازہ کی دعا بالغ مرد و عورت کیلئے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

(الٰہی بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر متوفی کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو الٰہی تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔)

نابالغ لڑکے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

(الٰہی اس لڑکے کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنیوالا بنادے اور اس کو ہمارے لئے اجر کا موجب اور وقت پر کام آنیوالا بنادے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔)

نابالغ لڑکی کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً

(الٰہی اس لڑکی کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنیوالی بنادے اور اس کو ہمارے لئے اجر کی موجب اور وقت پر کام آنے والی بنادے اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنیوالی بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے)

سوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ 208)

(الٰہی تیرے نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوں گا)

نیند سے بیدار ہونے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ 208)

(سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے زندہ کیا ہم کو بعد اس کے کہ مارا تھا ہمیں اور اسی کی طرف ہی اٹھ کر جانا ہے)

بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (مشکوٰۃ صفحہ 42)

(اے اللہ میں پناہ میں آتا ہوں آپ کی ناپاک جنوں اور جنیوں سے)

بیت الخلا سے باہر آنے کے بعد کی دعا

غُفْرَانَکَ الٰہی میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں یا یہ پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ 44)

(حمد کے لائق ہے اللہ جس نے دور کیا مجھ سے دکھ اور آرام بخشا مجھے)

گھر میں داخل ہوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ. بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا (مشکوٰۃ صفحہ 215)

(اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی بہتری کا، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ہم داخل ہوتے ہیں اور اپنے رب پر ہی ہم بھروسہ کرتے ہیں)

گھر سے نکلتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ابوداؤد، ترمذی مشکوٰۃ صفحہ 215) (ترجمہ: اللہ کے نام سے اسی پر توکل کیا نہیں ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہ نیکی کرنے کی مگر اللہ کے ساتھ)

ہدیہ لیتے وقت کی دعا

بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ (بخاری، ترمذی، نسائی، حصن حصین صفحہ 106)

(اللہ برکت دے تیرے اہل میں اور تیرے مال میں)

ادائے قرض کی دعا

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ (ترمذی، بیہقی، مشکوٰۃ صفحہ 216) (الٰہی حاجتیں پوری کر میری حلال سے اور بچا حرام سے اور بے پرواہ کردے مجھ کو اپنے فضل سے

ساتھ (اپنے ماسوا ے)

تھکن کے وقت کی دعا

سُبحان اللہ ، الحمدللہ 33/33 بار، اللہ اکبر 34 بار متفق علیہ (ہر نماز کے بعد)

چھینک آنے پر دعا

اَلحمدللہ یا اَلحمدللہِ رَبِّ العٰلمین یا اَلحمدللہِ رَبِّ العٰلمین علیٰ کُلِّ حالٍ قریب کھڑا ہونے والا کہے یرحمک اللہ (سب تعریفیں اللہ کیلئے جو تمام جہانوں کا رب ہے یا سب تعریف اللہ کیلئے جو تمام جہانوں کا رب ہے ہر حال میں، اللہ تجھ پر رحم کرے)

جماہی روکنے کے وقت کی دعا

لاحَولَ ولاقُوَّۃَ اِلّا باللہِ العَلیِّ العَظیم (ماخوذ از حدیث بخاری جلد 2 صفحہ 919)

(نہیں ہے طاقت نقصان سے بچنے کی اور نہ فائدہ حاصل کرنے کی اللہ کے سوا وہی بلند ہے عظیم)

آئینہ دیکھتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ (حصن حصین 104)

(الٰہی آپ نے جیسے میری صورت اچھی بنائی، میری سیرت بھی اچھا بنا دے)

بازار میں داخل ہوتے وقت کی دعا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ 214)

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

مسجد کو دیکھتے وقت کی دعا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہِ

(القول البدیع صفحہ 183)

مسجد میں داخل ہونے کی داخل

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ 68)

(الٰہی کھول دے میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے)

مسجد سے نکلتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ 68)

(الٰہی بیشک میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں)

نفلی اعتکاف کی دعا

نَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ لِلّٰہِ تَعَالٰی نیت کی میں نے اعتکاف کی اللہ کیلئے

کھانا پینے کے وقت کے ذکر

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ (حصن حصین صفحہ 68)

اللہ کا نام لے کر اس کی برکت سے کھانا کھاتا ہوں

کھانا کھانے کے بعد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (مشکوٰۃ 365)

اس اللہ کی سب تعریف ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا

دعوت کھانے کے بعد

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ (مسلم جلد 2 صفحہ 184)

الٰہی کھلا اس کو جس نے مجھے کھلایا اور پلا اس کو جس نے مجھے پلایا

دودھ پینے کے بعد کی دعا

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ 371)

اے اللہ ہمارے لئے اس میں برکت دے اور اس سے زیادہ دے

لباس پہنتے وقت کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ (ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ 375)

سب تعریفیں اللہ کیلئے جس نے پہنائی مجھے وہ چیز جو چھپاؤں اس کے ساتھ اپنا ستر اور زینت حاصل کروں اس کے ساتھ اپنی زندگی میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابو النصر حافظ حفیظ الرحمن قادری رضوی کی تصانیف

عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے ان کتابوں کا بھی مطالعہ کریں۔

جن کے مطالعہ سے بے شمار لوگوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوا۔

